بدعات القرآن

نام کتاب ...... بدعات القرآن

مصنف ...... علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی قادری

باہتمام ......

پروف ریڈنگ ...... علامہ مفتی محمد حماد رضا خاں برکاتی اُویسی

کمپوزنگ ...... صفدر صابر کبیر والا (خانیوال)

ترتیب و آرائش ...... محمد خورشید مختار اُویسی

سن اشاعت ...... ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ بمطابق نومبر 2010ء

صفحات 80

ہدیہ 50

ملنے کا پتے

سیرانی کتب خانہ بہاولپور	مکتبہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور	مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی
مکتبہ چشتیہ بھیرہ شریف	احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد
مکتبہ فیضان مدینہ رحیم یار خان	مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدر آباد	غوثیہ کتب خانہ سریاب روڈ کوئٹہ
مکتبہ اہلسنت امین پور بازار فیصل آباد	نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور	اسلامک بک سنٹر راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعض لوگ اہلِ سنت کے معمولات کو "بدعت" کے فتوے کا نشانہ بناتے ہیں، حالانکہ ان کے وہ معمولات قرآن واحادیث سے ثابت ہیں۔ بلکہ دوتہائی اسلام "بدعاتِ حسنہ" پر چل رہا ہے۔ من جملہ ان کے قرآن مجید کے متعلقات ہیں تفصیل حاضر ہے۔

بدعات القرآن

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس طرح یہ آج ہے اسی طرح یہ حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں نہ تھا مثلاً

۱۔ مجموعہ

۲۔ تیس پاروں پر منقسم

۳۔ اعراب، نقطوں سے مزین ودیگر بہت سی باتیں نہ تھیں جس کی تفصیل یہ ہے

۴۔ پاروں کے الگ الگ نام

جب آیات نازل ہوتیں صحابہ اپنے سینوں میں محفوظ کرتے اور پڑھے لکھے لوگ پتھروں، پاک ہڈیوں اور درختوں کے پتوں اور لکڑیوں کے تختوں اور سفید کپڑوں پر لکھ لیتے اور وہ بھی کوئی کہیں کوئی کہیں۔

آغازِ بدعات

سیدنا ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ودیگر صحابہ کرام بشمول اہلبیتِ عظام نے اسے ایک مجموعہ میں جمع کیا۔

۲۔ مختلف قرائتوں کو صرف ایک قراۃِ قریش میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ عظام اور اہلبیت کرام کے سامنے جمع کیا، اسی لئے انہیں "جامع القرآن" کہا جاتا ہے۔

۳۔ قرآن کی یہی ۱۱۴ سورتیں (الحمد تا والناس) اعراب اور نقطوں سے خالی تھیں جنہیں اہلِ زبان (عرب) کے لئے پڑھنا تو آسان تھا لیکن عجمیوں کے لئے مشکل تھا اسی لئے اس پر اعراب اور نقطوں کا اہتمام کیا گیا اس کے بعد ہزاروں بدعات بلکہ لاکھوں سے آگے ایسی بدعات کا ارتکاب کیا گیا جنہیں پڑھ سن کر عقل دنگ ہو جاتی ہے کہ کل بدعۃ ضلالۃ کا قانون اگر عام رکھا جائے تو آج ہم صحیح طریقہ سے قرآن مجید نہیں پڑھ سکتے۔

نقطے اور اعراب

ابتداء خطِ عربی میں نہ نقطے تھے نہ حرکات عربوں کو تو اس سے کوئی دِقت نہ تھی لیکن عجمیوں کو تکلیف تھی جس طرح ہم اردو کا شکستہ خط آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن غیر قوم کا آدمی مشکل سے پڑھتا ہے۔ چنانچہ عبدالمالک بن مروان اموی کے زمانہ میں حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں قرآن کریم پر اعراب زیر، زبر، پیش اور نقطے وغیرہ لکھوائے اور ہر پارہ کو ثلث، نصف، ربع وغیرہ میں تقسیم کیا۔

یہ بنو امیہ کے عہد میں مشرق وسطی کا وائسرائے اور کمانڈر تھا اور شمشیر وسناں کا دھنی ہونے کے ساتھ ساتھ علوم ومعارف کے بحرِ وافر کا مالک تھا۔ لیکن ظلم کرنے میں اپنا ثانی آپ تھا۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اول لـ من فعل ذالک ابو الاسود الاولیٰ بامر عبدالملک بن مروان وقیل الحسن البصری ویحی بن یعمر وقیل نصر بن عاصم اللیثی۔

بدعات حجاج ظالم

حجاج بن یوسف (المتوفی ۹۰ھ) گو انتہائی ستم پیشہ اور ظالم شخص تھا جس کے متعلق اور کسی کا نہیں خود حضرت عمر بن العزیز کا بھی قول مشہور خاص وعام ہے کہ اگر تمام اقوام اپنے اپنے ظالموں کے مظالم کو میزان عمل کے ایک پلے میں رکھیں اور دوسرے پلے میں ہم صرف حجاج بن یوسف کے مظالم رکھیں تو اس کا پلہ یقیناً بھاری ہوگا لیکن ان سب باتوں کے باوجود عہد عثمانی میں جو قرآن مدون ہوا تھا اس میں نہ الفاظ کے زیر وزبر تھے نہ نقطے۔ عربوں کی تو مادری زبان ہی تھی۔ انہیں اس کی قرأت کا طریقہ ہی معلوم تھا وہ اسے اسی قرأت، انداز اور لہجہ میں پڑھتے تھے اور بآسانی سمجھ لیتے تھے لیکن جب اسلامی فتوحات وتبلیغ نے غیر اقوام عجمیوں، رومیوں، ارمنوں، اور بربویوں کو بھی اسلامی پرچم کے نیچے لا کھڑا کیا اور ان کے قلوب میں بھی نور ایمان کی شعاعیں جگمگانے لگیں۔ تو ضرورت ہوئی کہ الفاظ پر نقطے اور اعراب بھی لگائے جائیں کیونکہ نو مسلم اقوام کو اس طرح قرآن پڑھنے اور سمجھنے میں بڑی دشواریاں پیش آتی تھیں۔ اس نے قرآن میں خود اپنے زیر اہتمام نقطے لگوائے اور اس کی متعدد نقلیں کرا کے مختلف عجمی ممالک میں بھجوا دیں اور مرنے سے پہلے اعراب لگوانے کا کام بھی شروع کر دیا۔

لـ: سب سے پہلے یہ بدعت بحکم عبدالملک بن مروان ابوالاسود نے جاری کی بعض نے حسن بصری سے بعض نے یحیٰ بن یعمر بعض نے نصر بن عاصم اللیثی کی طرف منسوب کی ہے۔

مروان کے بیٹے کی بدعات

مروان کا نام سن کر لوگ گھبراتے ہیں اس لئے کہ وہ اہل بیت سے نیک سلوک نہیں رکھتا تھا لیکن اس کے بیٹے کی بدعات قبول کرلیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اموی کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں قرآن کریم پر اعراب (زیر، زبر، پیش اور نقطے وغیرہ لکھوائے) اور ہر پارہ کو ثلث، نصف، ربع وغیرہ میں تقسیم کیا۔

تطبیق الاقوال

متقدمین ومتاخرین کے ان متضاد اقوال کی توجیہہ آسان ہے وہ یہ کہ تتبدل الاحکام بتغیر الزمان اس موضوع پر حضرت امام زین العابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے چنانچہ علامہ زرقانی مرحوم ومغفور یہی توجیہہ لکھتے ہیں کہ

واما کراهة الشعبی والنخعی النقط فانما کرهاه فی ذالک الزمان خوفاً من التغیر فیه وقد امن ذالک الیوم

بہر حال شعبی ونخعی کا نقطوں پر کراہت کا فتویٰ اسی زمانہ کے لائق تھا اس لئے کہ اس وقت نقطوں سے قرآن میں تغیر کا خطرہ تھا لیکن اب وہ خطرہ ٹل گیا فلہٰذا لکھتے ہیں کہ

فلا یمنع من ذالک لکونه محدثاً فانه من المحدثات الحسنة فلا یمنع منه کنظائره مثل تصنیف العلم وبناء المدارس والربا طاة وغیر ذالک

نقطے وغیرہ اس لئے ممنوع نہ ہوں کہ یہ بدعت ہیں کیا ہوا یہ بدعات حسنہ سے ہیں جیسے اس جیسی اور بدعات حسنہ جائز ہیں جیسے تصنیف علم اور تعمیر مدارس اور رباعات وغیرہ یہ بھی جائز ہے۔

فائدہ: علامہ زرقانی نے بدعت کو حسنہ سے موصوف کر کے دیوبندیوں، وہابیوں پر ضرب کاری لگادی ہے کہ جب کہ ان کا مذہب ہے کہ بدعت کوئی حسنہ نہیں۔

اعجوبہ

ابوالاسود دائلی اور عبدالملک بن مروان کی بدعت نقطہ جات اس دور کے علماء کرام نے اختلاف کیا بعض نے قرآن مجید پر اعراب اور نقطے لگانے کی کراہت کا فتوی دیا لیکن اس وقت ان کا فتوی بجا تھا کیونکہ قرآن میں تغیر کا خوف تھا۔

ظالم حجاج کی بدعات قرآنی

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصحف قرآنی پر اعراب اور نقطوں کا کام جیسے حجاج نے سرانجام دیا ایسے ہی اس پر اس نے قرآن کو تیس پاروں پر منقسم کیا پھر اسی کے زمانہ میں ہی اعشار اور رکوع مقرر کئے گئے اسی طرح ختم آیات پر علامات کے طور پر نقطے لگائے گئے۔

تبصرہ اویسی

دیوبندی، وہابی یا اپنے مذہب کو خیر باد کہیں یا بدعت حسنہ کا انکار نہ کریں۔ ورنہ ان کا مذہب قرآن مجید سے کوسوں دور ہوتا جارہا ہے امام قرطبی کے قول کے مطابق قرآن مجید میں دو بدعتوں مذکورہ کے علاوہ تقسیم برسی پارہ۔

اعشار رکوع کا تقرر ختم آیات پر علامات کے طور نقطہ لگانا وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ: اب نقطہ کے بجائے دائرہ کا نشان ایجاد ہوا۔

قرآن مجید میں بدعات کا شمار

قرآن مجید اربوں اور کھربوں تک بدعات پہونچتی ہیں فقیر نے مذکورہ بالا چند بدعات مشتی نمونہ خردار لکھ دی ہیں ورنہ ان گنت بدعات حسنہ قرآن مجید میں ہیں حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ چند ایک کی تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اول من وضع الھمزة والتشديد والروم والا شمام الخليل وقال قتادة بدؤ ا فنقطوا ثم عشر واوقال وغيره اول ماحدثوا النقطة عند اخر الآى ثم الفواتح

والخواتيم (الاتقان) ہمزہ وتشدید روم واشمام خلیل نے ایجاد کیں اور قتادہ نے کہا کہ قرآن پر نقطے لگائے پھر عشور کی علامات بنائیں دوسروں نے سب سے پہلے نقطوں کی بدعات کا اجراء کیا پھر فواتح وخواتیم۔

حجاج بن یوسف (ظالم) نے بڑا کام کیا

یہ بنوامیہ کے عہد میں مشرق وسطی کا وائسرائے اور کمانڈر تھا اور شمشیر وسنان کا دھنی ہونے کے ساتھ ساتھ علوم ومعارف کے بحرِ وافر کا مالک تھا لیکن ظلم کرنے میں اپنا ثانی آپ تھا۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

اول من فعل ذالک ابو الاسود الاويلى بامر عبدالمالک بن مروان وقيل الحسن البصرىويحى ابن يعمر وقيل نصر بن عاصم اللثى

ترجمہ:۔ سب سے پہلے اعراب کا کام ابوالاسود عائلی نے بحکم عبدالملک بن مروان

نے کیا بعض نے حضرت حسن بصری کا و یحیٰ بن یعمر کا کہا ہے بعض نے کہا نصر بن
عاصم نے یہ کام سرانجام دیا ہے۔

ابتدائی اعراب

جب والی عراق یعنی عبدالملک کا حکم یہ ابوالاسود کو ملا تو اس نے فتح کے لئے حرف
کے ایک اوپر نقطہ اور کسرہ اور تنوین کے لئے دو نقطے متعین کئے زبر کے لئے (َ) اور زیر
کے لئے (ِ) پیش کے لئے (ُ)۔

درس عبرت

اگر صرف اس بدعت کے مجموعہ کو دیکھا جائے تو ہزاروں بدعات کا ارتکاب
لازم آتا ہے اس لئے کہ علمائے کرام وحفاظ قرآن فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں
اعراب مع شدات ومدات اور نقطوں کی تعداد یوں ہے۔

زبر: ۵۳۲۲۳، زیر: ۳۹۵۸۲، پیش: ۸۸۰۴، مد: ۱۷۷۱، تشدید: ۱۲۷۴، نقطے:
۱۰۵۶۸۴، کل میزان۔ ۲۱۰۳۳۸

اس تقریر پر دولاکھ دس ہزار تین سو اڑتیس بدعات کا ارتکاب لازم آیا افسوس ہے کہ
دیوبندیوں وہابیوں کو ایک ظالم حجاج کی اتنا کثیر التعداد بدعات ہضم ہوگئیں لیکن میلاد
اور صلوٰۃ وسلام ودیگر امور خیر میں بدعت کے ہیضے میں مبتلا ہو گئے۔

ڈبل بدعت

صرف نقطوں سے اعراب کی ضرورت پوری نہ ہوسکی ابو عبدالرحمٰن خلیل کے

زمانہ میں اس صنعت وحرفت کو ترقی ہوئی اور فتحہ کے لئے حرف کے اوپر شکل مستطیل اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے اور ضمہ کے لئے چھوٹے واؤ کی شکل تجویز کی گئی اور اس ایجاد نے ایسی ترقی اور قبولیت اختیار کی کہ اعراب کی سابق علامتیں کالعدم ہو گئیں

مکروہ لیکن ثواب

قرآن میں یہ دوسری بدعت جاری ہوئی اور بدعت بھی ایسی کہ جس میں قرآن مجید کے ایک ایک حرف سے ثواب نصیب ہو حالاں کہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صدر اول کے لوگوں نے ایسے امور کے ارتکاب کیا تو کراہت کا فتویٰ لگایا گیا۔

کان العلماء فی الصدر الاول یرون کراهة نقطه المصحف وشکله مبالغة منهم فی المحافته علی اداء القرآن کما سمه المصحف وهو خالق ان یؤدی ذالک الی التفسیر فیه (زرقانی)

لیکن یہی مکروہ صدیوں بعد مستحب ہو گیا چنانچہ علامہ مرحوم لکھتے ہیں۔

قال النووی فی کتابه التبیان ما تصه قال العلماء ویستحب نقطه المصحف وشکله فانه صیانته من اللحق فیه وتصنیفه

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التبیان میں صاف لکھا ہے کہ علماء کرام نے کہ مصحف کے نقطے اور شکلیں بنانا مستحب قرار دیا ہے کہ اس سے غلطی اور عبارات قرآنی ضعف سے محفوظ ہو جائیں گی۔

قرآن مجید بزمانہ رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے دور اقدس میں بہ ترتیب موجود مرتب تھا لیکن

کتابی صورت میں لکھا ہوا موجود تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے سینوں میں محفوظ تھا یا پھر مختلف صحائف میں وہ بھی منتشر صورت میں اس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ)

کتابت القرآن

نزول القرآن مجید کے وقت عرب میں کاغذ کا رواج بہت کم تھا لہذا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے نازل شدہ آیات کھجور کی شاخ، سفید پتھر کے ٹکڑے، بکری اور اونٹ کے شانے کی ہڈیوں، درختوں کی چھال، جانوروں کی کھال کی جھلی اور چمڑے کے ٹکڑوں وغیرہ پر لکھ لی جاتی تھیں۔ لکھنے کے بعد جو مجموعہ تیار ہوتا تھا وہ رسول اکرم ﷺ کے مکان میں رکھا جاتا اس طرح مکمل قرآن رسول اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں لکھا گیا جسے بعد میں صحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم ترتیب دے کر منظر عام پر لائے۔

بدعت

بمشورہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ مجمع صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان منتشرہ آیات وسورتوں کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع فرمایا۔ گویا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ تک قرآن مجید کی دو بدعتیں رائج ہوئیں۔

۱۔ منتشر آیات کا جمع کر کے مجموعی صورتیں لانا۔

۲۔ قرآن مجید کی کتابت مجموعی صورت میں لانا جن کا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حکم نہیں فرمایا تھا صحابہ کرام نے امت کے فائدہ اسلامی کے لئے یہ دو طریقے ایجاد فرمائے۔

انتباہ:۔ جن لوگوں نے بدعت کی تعریف کی ہے کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے

نہیں کیا اور نہ اس کا حکم فرمایا ہے وہ بدعت ہے اور حدیث کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے۔

پڑھ کر عوام اہل سنت کو دھوکہ دیتے ہیں ان کا دھوکہ اور فریب ان دو بدعتوں سے واضح ہوگا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک بدعت کی یہ تعریف غلط ہے اور نہ ہر بدعت بری ہے۔

تاریخ خطاطی

فقیر نے حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ اقدس کا رسم الخط بطور نمونہ پیش کیا اس کے بعد جتنی ایجادیں ہوتی گئیں قرآن مجید اسی رسم الخط میں لکھا جانے لگا گویا ہر نئے رسم الخط میں ہر قرآن مجید کے لئے بدعت کا تصور سامنے رکھنا پڑے گا ذیل میں رسم الخط کی بدعات ملاحظہ ہوں۔

بدعت خطاطی

قرآن مجید میں بدعات کی فہرست میں خطاطی سرفہرست ہے تاریخی لحاظ سے مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو۔

حدیث نبوی ﷺ کے وقت سے لے کر آج تک مسلمانوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر اپنی صلاحیتوں، استعداد اور اہلیت سے کام لیا ہے اس کی تزیین و آرائش میں نت نئے انداز اختیار کئے اور حیرت انگیز فنکارانہ مہارت کے مظاہرے کئے ہیں۔ آج کے مشینی دور میں بھی قرآن کریم کی خطاطی کا ایک ایسا تاریخ ساز طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے جس کو عملی جامہ پہنانے میں تیئس برس لگ گئے اور یہ سعادت ایک پاکستانی کو نصیب ہوئی۔

زمانہ نبوت

حاصل موضوع سے قبل تاریخ کے حوالے سے یہ بات بعض حضرات کے لئے معلومات افزا ہوگی کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے پانچویں مسلمان حضرت خالد بن سعید بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بسم اللہ کی کتابت کی اور آخری وحی کی کتابت ۳ ربیع الاول ۱۱ھ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کی۔ عہد نبوی میں مکہ مکرمہ میں خط قیراموز رائج تھا اور مدینہ منورہ میں خط حیری میں کی جانے لگی اور بعد میں یہی خط کوفی خط کے نام سے مشہور ہوا۔ دور نبوت میں جن صحابہ کرام نے وحی کی کتابت کی سعادت حاصل کی ان کی تعداد مختلف روایات کے حوالے سے چالیس کے لگ بھگ بنتی ہے۔ اس فہرست میں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی شامل ہیں اس دور بابرکت میں وحی کی کتابت اور حضور اکرم ﷺ کے مراسلات اور احکامات کو اس وقت کے مروج خط کوفی رسم الخط میں تحریر کیا جاتا تھا اور حسن خط کے بجائے متن پر زیادہ توجہ دی جاتی تھی۔

دور خلافت

دور خلافت راشدہ میں بھی کتابت صرف ایک علمی اور دینی ذریعہ اظہار تھی لہٰذا اس کی بہتری اور ترقی کے لئے ضرورت محسوس نہیں کی گئی البتہ دین کی نشرواشاعت، عاملوں اور والیوں کو ہدایات دینے کے پیش نظر یہ ضروری تھا اور غیر مسلم والیان ریاست سے مراسلت کی غرض سے کتابت مسلمانوں کی دلچسپی اور ضرورت کی محرک بنی اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس نے ایک فن کی شکل

اختیار کرلی جس کو فن خطاطی کہا جاتا ہے۔

بدعت

عہد بنوامیہ میں خطاطی کی ترقی وترویج کے نمایاں امکانات پیدا ہوئے اس دور کے پہلے معروف خطاط قطبہ تھے جنہوں نے مروجہ خط میں تصرف کرکے چار نئے ایجاد کئے اور قرآن کریم کی خطاطی آب زر سے کی ولید بن عبدالملک کے درباری کاتب خالد بن ابی الہیاج اس دور کے دوسرے صاحب طرز خطاط تھے جن کی خطاطی کو بہت شہرت ملی انہوں نے خط کوفی کی نوک پلک درست کی اور مصورانہ خطاطی کی بنیاد رکھی۔ ۹۶ھ میں خالد بن ابی الہیاج نے پہلی مرتبہ خطاطی کی نمائش مسجد نبوی میں کی اور سورۃ الشمس کو خط کوفی میں پیش کیا حضرت عمر بن عبدالعزیز کی فرمائش پر خالد بن ابی الہیاج نے مطلہ مصحف شریف کی خطاطی میں کمال خط کے ایسے جوہر دکھائے کہ حضرت عمر بن العزیز اس صحیفے کے حسن خط سے اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھیں نمناک ہوگئیں انہوں نے مصحف شریف کو آنکھوں سے لگایا اسے بوسہ دیا اور سب سے بڑا انعام واکرام خالد بن الہیاج کو یہ دیا کہ مصحف مبارک کو ہی بطور ہدیہ واپس کردیا۔

بدعت

خطاطی کی ترویج وارتقاء کے اعتبار سے عباسی عہد تاریخ میں سب سے اہم ہے اس دور میں فن خطاطی اپنے اوج کمال کو پہنچ چکا تھا عباسی عہد کے ممتاز خطاط ابوعلی محمد بن ابن مقلہ علی بن ہلال ابن بواب اور یاقوت بن عبداللہ رومی المستحصمی تھے۔ابن مقلہ کے خط کوفی میں ترمیم اور اصلاح کرکے قرآن کریم کی کتابت اسی خط

میں کی جاتی ہے ابن مقلہ نے خط نسخ کے علاوہ خط محقق، خط توقیع، خط رقاع، خط ثلث بھی ایجاد کئے اور خطاط الریحانی کے ایجاد کردہ خط ریحان میں اصلاح وتزئین کی اور خطاطی کے ابن مقلہ کے شاگرد علی بن ہلال ابن بواب نے اپنے استاد کے خط نسخ میں مزید حسن وجاذبیت پیدا کی اور خط نسخ ہی میں قرآن کریم کے پہلے نسخے کی کتابت ۳۹۱ھ میں بغداد میں کی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں چونسٹھ قرآن کریم کی خطاطی کی۔ خطاط قرآن یاقوت بن عبداللہ الرومی المستحصمی نے خطاطِ قرآن علی بن ہلال ابن بواب کے فن کو اپنے کمال تک پہنچادیا۔

بدعت

تاتاریوں کے حملوں اور سقوط بغداد کے بعد خطاطی کا مرکز ایران بنا جہاں یہ فن آج بھی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ زندہ وتابندہ ہے ایران کی وساطت سے یہ فن برصغیر میں آیا اور مغلیہ دور خطاطی کا سنہری دور کہلاتا ہے۔

بدعت

ظہیر الدین بابر ایک اعلیٰ خطاط قرآن بھی تھے ان کا خط، خط بابری کہلاتا ہے جہانگیر کے فرزند شہزادہ پرویز پائے کے حافظ قرآن تھے شاہ جہاں کے فرزند دارا شکوہ با کمال خطاط قرآن تھے اورنگ زیب عالم گیر قرآن کریم کے بلند پایہ خطاط تھے محمد یحیٰ لکھنوی خط نسخ کے استاد کامل تھے ان کا کتابت کردہ قرآن کریم سب سے پہلے لکھنو میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد ہمارے دور تک بے شمار خطاطی نمونے معرض وجود میں آئے اور آرہے ہیں اور تا قیامت آتے رہیں گے ان بدعات پر مفتیان بدعت پر

مفتیان بدعت کا فتوی کدھر جائے گا۔ بہر حال اس فن کی تاریخی حیثیت کو تفصیل سے دیکھا جائے تو مشینی دور کو ساتھ ملا کر کتابت القرآن کے کھاتہ میں ہزاروں بدعات بر آمد ہوں گی اور شرعی حیثیت سے ان جملہ اقسام میں بدعت واجبہ سے لے کر بدعت مباحہ سب کی سب موجود ہیں جنہیں تمام فرقے عمل میں لا رہے ہیں کسی نے آواز نہیں اٹھائی اور نہ کسی کو جرأت ہے کہ کہہ سکے کہ قرآن مجید کی کتابت بدعۃ ہے اور کل بدعة ضلالة۔

نقطے اور اعراب

ابتداء خطِ عربی میں نہ نقطے تھے نہ حرکات، عربوں کو تو اس سے کوئی دقت نہ تھی لیکن عجمیوں کو تکلیف تھی جس طرح ہم اردو کا شکستہ خط آسانی سے پڑھ سکتے ہیں لیکن غیر قوم یا غیر زبان کا آدمی مشکل سے پڑھ سکتا ہے۔ یا بالکل پڑھ ہی نہیں سکتا فقیر زمانہ نبوی کی دو تحریریں پیش کر رہا ہے اسے پڑھ دیں۔

---

[1] :۔ درفتان من المصحف الی الامام الحسین فی مکتبه مشهد رقم ۱۴ صلاح الدین المنجر دروسات فی تاریخ الخط العربی مسنون بدایة الی نهایة العصری الاموی (بیروت دار الکتابت الجدید ۱۹۷۲ء) صفحہ ۹۹۔

زمانہ نبوی ﷺ کا رسم الخط

اعراب لگانے کی تاریخ

اہل عرب اپنی مادری زبان عربی ہونے کی وجہ سے اس بات کے محتاج نہ تھے کہ قرآن کریم پر اعراب لگائے جائیں چنانچہ وہ مصحف جو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امر سے کتابت کیا گیا تھا اس پر اعراب نہ تھے ان کی کثرت فتوحات کی وجہ سے جب اسلام عجم میں پہنچا اور لوگ اعراب میں غلطیاں کرنے لگے تو اس کا اندیشہ ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت غلط اعراب کے ساتھ ہونے لگے تو زیادہ بن امیہ (جو والئی عراق تھا) نے ابوالاسود کو پیغام بھیجا کہ اعراب وضع کریں تا کہ اس کے مطابق لوگ قرآن کی تلاوت کر سکیں تو ابوالاسود نے فتح کے لئے علامت حرف کے اوپر ایک نقطہ تجویز کیا اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے ایک نقطہ اور ضمہ کے لئے حرف کی جانب اور تنوین کے لئے دو نقطے متعین کئے شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ اعراب کی کاروائی ابوالاسود نے عبدالملک بن مروان کے حکم سے کی تھی۔

ابوالاسود کبار تابعین میں سے ہے حافظ نے تقریب التہذیب میں ان کو مخضرمین یعنی ان حضرات میں شمار فرمایا ہے جن کی زندگی کا ایک حصہ جاہلیت میں گذرا اور دوسرا حصہ اسلام میں لیکن آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوسکے تاریخی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت علی نے ان کو اعراب اور قواعد نحویہ کے مرتب کرنے پر مامور فرمایا تھا اکثر محققین کی یہی رائے ہے کہ ابوالاسود اعراب کے موجد

---

[1] ۔ خط کوفی میں قرآن پاک کا ایک نادر و نایاب نسخہ جو ہرن کی کھال پر لکھا گیا اور جس کے متعلق روایت ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا۔ خط پاک اوچ (بہاول پور اردو اکیڈمی ۱۹۶۷ء)

اول ہیں بعض حسن بصری اور بعض نصر بن عاصم اللیثی اور بعض یحی بن یعمر کو کہتے ہیں۔
بہر حال قرآن مجید اعراب، نقطوں سے معری تھا بوجہ ضرورت اس پر اعراب
و نقطے بعد کو لگائے گئے یہ تمام اضافے بدعات ہیں لیکن یہ اضافے برے نہیں
بلکہ موجب ہزاروں اجر و ثواب ہیں اہل سنت کے نزدیک ایسی بدعات کو
بدعات حسنہ کہا جاتا ہے۔

بدعات الاعراب

اعراب وغیرہ کی بدعات کا آغاز سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا سیدنا
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا عبدالملک اموی خلیفہ نے کیا جو بھی ہو بہر
حال اگر قرآن مجید بلا اعراب و بلا نقطہ ہوتا تو آج نا معلوم قرآن کے ساتھ کیا بنتا۔

حکایت:- ابن ابی ملیکہ سے منقول ہے کہ ایک اعرابی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے زمانہ میں آیا اور کہا کہ کوئی شخص ہے کہ جو مجھے قرآن پڑھا دے ایک شخص نے
اس کو سورہ براۃ پڑھائی تو اس میں آیت اَنَّ اللّٰہَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۵ وَرَسُوْلُہٗ
کو جر (وَرَسُوْلِہٖ) کے ساتھ پڑھایا۔

اس تغیر سے معنی یہ ہو گئے کہ اللہ مشرکین اور (العیاذ باللہ) اپنے رسول سے بری ہے
وہ اعرابی یہ سن کر کہنے لگا کہ جب اللہ ہی اپنے رسول سے بری ہے تو میں اس سے پہلے
بری ہوں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ صورت بیان کی
حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آیت اس طرح نہیں ہے آیت کلام اللہ یہ ہے۔
اَنَّ اللّٰہَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۵ وَرَسُوْلُہٗ کہ اللہ بری ہے مشرکین سے اور اس کا

رسول بھی بری ہے (مشرکین سے) اس پر حضرت عمر نے حکم دیا کہ کوئی شخص بجز عالم لغت کے قرآن نہ پڑھائے اور ابوالاسود کو علم نحو وضع کرنے کے لئے فرمایا۔ قرآن کریم کو اعراب سے مزین کرنا خود منشاء نبوت اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے ہے امام سیوطی رحمہ اللہ نے ابن عمر سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ

اعربوا القرآن یدلکم علی تاویله [1]

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے قرآن پر اعراب لگاؤ اعراب قرآنی اس کی مراد پر رہنمائی کرے گا۔

فائدہ: اگر یہ حدیث صحیح ہو تو نفس اعراب سنت اور اس کی ہیات کذائیہ بدعت ہوں گی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے فرمایا کرتے تھے کہ اعراب قرآن ہم کو اس کے حروف کی حفاظت سے زائد محبوب ہے۔

نقطے بدعت

ابن خلکان بیان کرتے ہیں کہ ابوالاسود نے جب ۶۹ھ ایک شخص کو آیت اَنَّ اللّٰهَ بَرِیۡٓءٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ وَرَسُوۡلُهٗ غلط پڑھتے ہوئے سنا کہ وہ بجائے رَسُوۡلُهٗ کے کسرہ لام کے ساتھ وَرَسُوۡلِهٖ پڑھ رہا ہے جس سے معنیٰ کا فساد ظاہر ہے تو ابوالاسود کو یہ چیز نہایت ہی ناگوار گذری عزم کیا کہ قرآن پر اعراب لگاؤں چنانچہ ابوالاسود نے دس اشخاص کو منتخب کر کے آیات قرآنیہ پر اعراب لگانے شروع کر دیے ابتدائی مرحلہ پر اعراب کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ آیات قرآنیہ کی سیاہی سے مختلف ایک رنگ سے نقطے

[1] ۔ الاتقان صفحہ ۱۷۵ جلد دوم عربی

قائم کئے کہ فتح کے لئے حرف کے اوپر ایک نقطہ اور ضمہ کے لئے حرف کے کنارہ پر اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے اور تنوین کے لے دو نقطوں کو مقرر کیا گیا۔ اس شکل سے قرآن از اول تا آخر معرب کر لیا گیا۔ اس سے ایجاد کے بعد کئی بدعات کا اضافہ ہوا۔ ملاحظہ ہو۔

مزید بدعات

کچھ عرصہ تک ابوالاسود کی صنعت چلتی رہی بعد کو امام النحو ابو عبدالرحمٰن خلیل کے زمانہ میں اس صنعت کو ترقی ہوئی اور فتح کے لئے حرف کے اوپر شکل مستطیل اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے اور ضمہ کے لئے چھوٹے واؤ کی شکل تجویز کی گئی اور اس ایجاد نے ایسی ترقی اور مقبولیت اختیار کی کہ اعراب کی سابق علامتیں کالعدم ہو گئیں۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ مصحف قرآنی پر اعراب اور نقطوں کی تعیین عبدالملک بن مروان کے حکم سے ہوئی اس کے واسطے حجاج بن یوسف مقام واسط میں فارغ و یکسو ہو کر بیٹھا اور اس عظیم الشان مقصد کے ساتھ حجاج نے قرآن کے اجزاء کا تجزیہ اور تیس پاروں پر تقسیم بھی کی۔ تاریخی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حجاج ہی کے زمانہ میں اعشار اور رکوع مقرر کئے گئے۔

عبدالملک بن مروان نے اسی خدمت کے لئے حسن بصری اور یحیی بن یعمر کو بھی مقرر کیا زبیدی کتاب "الطبقات" میں بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مصحف پر نقطے ابوالاسود نے قائم کئے یحیی بن ابی۔۔۔ بیان کرتے ہیں کہ ابتداءِ قرن میں مصحفِ قرآنی نقطوں اور اعراب سے خالی تھا سب سے اول امت کے علماء نے ب ت ث نقطے قائم کئے اور جمہور کی رائے یہی ہوئی کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ تو "نور علیٰ نور" ہے

پھر ختم آیات پر علامت کے طور پر نقطے لگائے گئے۔

(تفسیر قرطبی صفحہ ۶۳ جلد اول)

یہ جملہ محل نظر ہے اس کی تفصیل آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

انتباہ:۔ مذکورہ بالا عبارات دیو بندی پارٹی کا ایک شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار (سندھ) نے اس بدعت پر تحسین و آفرین فرمائی ہے۔

بہر حال اس طرح امت نے کتاب الٰہی کی حفاظت اور اس کی خدمت کا اہتمام کیا کہ تاریخ عالم اس کی مثال سے عاجز ہے روئے زمین کے مسلمانوں نے مصاحف قرآنیہ کے لیے اسی طرز کو پسند کیا اور مشرق و مغرب کے تمام بلاد میں مصاحف قرآن اس طرح طبع ہونے لگے اور إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ میں کتاب اللہ کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ بحمدہ تعالیٰ پورا ہو کر رہا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک اسی طرح قرآن کریم محفوظ رہے گا کہ اس کے کسی زبر زیر میں کوئی تغیر و تبدیلی پر قادر نہ ہو سکے گا۔ التحریر صفحہ ۶۴ اسی سے پہلے بھی بدعت ہذا پر اظہار خیال فرمایا کہ اعراب قرآن شریف کی ایک اہم بنیاد اور صحت قرآن لئے ۔۔۔ تھا اللہ نے امت ۔۔ برگزیدہ افراد کو اس کی توفیق دی کہ وہ اس عظیم خدمت کی طرف متوجہ ہوں۔

۳۰ پاروں کی تقسیم اور ان کے اسماء بدعت

حضور ﷺ بلکہ صدیوں تک قرآن مجید کی تقسیم ۳۰ پاروں پر اور ان کے اسماء مثلاً پارہ اول کا نام الم وغیرہ نہ تھے لیکن آج کل قرآن کریم تیس اجزاء (پاروں) کی تقسیم معنی کے اعتبار سے نہیں بلکہ بچوں کو پڑھانے کے لئے آسانی کے خیال سے تیس مساوی حصوں پر

تقسیم کردیا گیا ہے چونکہ بعض اوقات بالکل ادھوری بات پر پارہ ختم ہو جاتا ہے یقین کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ تیس پاروں کی تقسیم کس نے کی ہے ۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصحف نقل کراتے وقت انہیں تیس مختلف صحیفوں میں لکھوایا تھالہذا یہ تقسیم آپ ہی کے زمانے کی ہے لیکن متقدمین کی کتابوں سے اس کی کوئی دلیل نہیں ملی ۔ البتہ علامہ بدرالدین زرکشی نے لکھا ہے کہ قرآن کے تیس پارے مشہور چلے آتے ہیں مدارس کے قرآنی نسخوں میں ان کا رواج ہے۔

البرھان صفحہ ۲۵۰ جلد اول ومناہل العرفان جلد اول صفحہ ۴۰۲ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقسیم عہد صحابہ کے بعد تعلیم کی سہولت کے لئے کی گئی ہے۔ واللہ اعلم

تبصرہ اویسی غفرلہ

صحاح ستہ کے علاوہ تقریباً حدیث کی ہر کتاب میں حضور نبی کریم ﷺ کی تلاوت القرآن اور قراۃ القرآن فی الصلوۃ مندرج ہے۔

ہر جگہ یہی ہے کہ آپ ﷺ نے فلاں نماز میں فلاں سورۃ پڑھی یہ کہیں نہیں کہ آپ نے فلاں نماز میں فلاں پارہ پڑھا یہی کیفیت صدیوں تک چلی آرہی ہے یہاں تک کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں قرآن مجید میں جب بھی کوئی نئی بدعت جاری ہوئی اسے تفصیل سے بتایا آخر میں ان کی یہ تحقیق خلاصہ کے طور پر عرض کروں گا (انشاء اللہ) ثابت ہوا کہ یہ دونوں بدعتیں دراصل ساٹھ بدعات ہیں نانویں صدی تک ناپید ہیں اور اب ان کا اتنا غلبہ ہے کہ ہر ملک کے قرآن مجید انہیں بدعات پر مشہور ہیں یہ نظارہ مسجد نبوی شریف میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ قرآن مجید غیر ممالک سے آتے ہیں

تمیں پارے مع اسماء معروفہ مطبوعہ ہیں فقیر کا مخالفین پر سوال ہے کہ یہ ساٹھ بدعات تمہیں کیسے ہضم ہورہی ہیں اور یہ بھی بتائیے ان بدعات کا موجد کون ہے اور کس تاریخ سے ان بدعات کا آغاز ہوا جب کہ تمہیں درود تاج شریف وغیرہ وغیرہ پر مصنف اور اس کی تاریخ آغاز وغیرہ پر اعتراض ہے تو قرآن مجید بھی پڑھنا چھوڑ دو۔

تمیں پارے اور ان کے نام

امام سیوطی نے کتاب الاتقان میں جس قدر احادیث و روایات و اقوال قرآن عظیم کے ایسے امور کے متعلق ہیں جمع فرمائے اس میں پاروں کا کہیں ذکر نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے وقت تک یہ تقسیم نہ تھی ہاں رکوع جاری ہوئے آٹھ سو برس ہوئے مشائخ کرام نے الحمد شریف کے بعد ۵۴۰ رکوع رکھے کہ تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھے تو ۲۷ ویں شب میں شب قدر ختم ہو۔

جدول اسامی تمیں پارہ قرآن شریف

الٓمٓ ۱، سیقول ۲، تلک الرسل ۳، لن تنالوا ۴، والمحصنٰت ۵، لایحب اللہ ۶

واذا سمعوا ۷، ولواننا ۸، قال الملا ۹، واعلموا ۱۰، یعتذرون ۱۱، وما من دآبۃ ۱۲

وما ابرئ ۱۳، ربما ۱۴، سبحٰن الذی ۱۵، قال الم ۱۶، اقترب ۱۷، قد افلح ۱۸

وقال الذین ۱۹، امن خلق ۲۰، اتل ما اوحی ۲۱، ومن یقنت ۲۲، ومالی ۲۳

فمن اظلم ۲٤، الیہ یرده ۲۵، حٰمٓ ۲۶، قال فما خطبکم ۲۷، قد سمع اللہ ۲۸

تبارک الذی ۲۹، عمّ ۳۰

قرآن مجید کی ہر سورۃ کے ابتداء میں

ھذہ سورۃ مکیہ اور مدنیہ وھی سبع آیات وغیرہ لکھنا بدعت ہے۔

آج وہ کون سا قرآن مجید ہے کہ جس کی ہر سورت کے آغاز میں نہ لکھا جاتا ہو کہ سورۃ مکیہ اور مدنیہ الخ اس سے پہلے زمانہ میں کتنا کراہت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں اکابر کے چند اقوال نقل فرماتے ہیں کہ:

عن النخعی انه کان یکره العوا شروا والفواتح وتصغیر المصحف وان یکتب فیه سورة کذا و کذا ایة فقال عبداللہ ابن مسعود کان یکره وقال الحلیمی وتکره کتابة الاعشار والاخماس و اسماء السور وعدد الایات لقوله جردو القرآن الخ

ترجمہ:۔ امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ عواشر وفواتح کو اور حمائل معروفہ کو یونہی اعشار اور آیہ کا نشان لگانے کو مکروہ کہتے ہیں۔ یونہی ان کے ہاں ایک قرآن مجید لایا گیا اس کی ہر سورۃ پر اس کا نام لکھا تھا فرمایا اسے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکروہ کہتے ہیں یونہی حلیمی نے فرمایا اعشار سورۃ اس دور سورتوں کے نام اور آیات کے نمبرات لکھنا مکروہ کیونکہ فرمان ہے قرآن کو تمام زوائد سے خالی رکھیں وہابی دیوبندی بتائیں کہ مذکورہ بالا امور لکھنا کس حدیث شریف میں یا کس زمانہ سے اس کا جواز نکل آیا اور کیوں

جب کہ اسلاف صالحین اسے مکروہ لکھ رہے ہیں۔

علامات رکوع (ع) بدعت ہے

یاد رہے کہ قرآن مجید میں رکوع کی تعیین قرآن کریم کے مضامین کے لحاظ سے کی گئی ہے یعنی جہاں ایک سلسلہ کلام ختم ہوا وہاں رکوع کی علامت حاشیہ پر حرف عین (ع) بنا دی گئی۔ جستجو کے باوجود مستند طور پر یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ رکوع کی ابتداء کس نے کی اور کس دور میں کی البتہ یہ بات تقریباً یقینی ہے کہ اس علامت کا مقصد آیات کی ایسی متوسط مقدار کی تعیین ہے۔ جو ایک رکعت میں پڑھی جا سکے اور ان کو رکوع اس لئے کہتے ہیں کہ نماز میں اس جگہ پہنچ کر رکوع کیا جائے۔

(فتاویٰ عالم گیری فصل التراویح صفحہ ۹۴ جلد اول)

نوٹ:۔ قرآن مجید کی دیگر لاکھوں بدعات کے ساتھ یہ ۵۵۸ بدعات کو شامل کر لیجئے تا کہ بدعت کے مفتیان کرام کے قلوب جلنا چاہیں تو انہیں خوب جلائیں اجر عظیم حاصل ہوگا۔

علامات الربع، النصف، الثلث بدعت ہیں

قرآن میں ربع ، النصف ، الثلث

دور صحابہ ثلاثہ کے بعد یہ بدعات ایجاد کی گئیں اور تقریباً ہر ملک کے مطبوعہ قرآن مجید کے حاشیہ میں نمایاں لکھے نظر آتے ہیں اس بدعت پر بدعت کے مفتیوں نے کبھی کوئی آواز نہیں اٹھائی بلکہ اس پر سختی سے عامل ہیں۔

بدعت رموز اوقاف

تلاوت اور تجویز کی سہولت کے لئے ایک اور مفید کام یہ کیا گیا کہ مختلف

قرآنی جملوں پر ایسے اشارے لکھ دیے کہ جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ اس جگہ سانس لین
کیسا ہے ان اشارات کو رموز اوقاف کہتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ ایک غیر عربی
داں انسان بھی جب تلاوت کرے تو صحیح مقام پر وقف کر سکے اور غلط جگہ سانس
توڑنے سے معنی میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو ان میں سے اکثر رموز سب سے پہلے علام
ابوعبداللہ محمد بن طیفور سجاوندی نے وضع فرمائے اور النشر فی القرات العشر صفح
۲۲۵ جلد اول میں ان رموز کی تفصیل یہی ہے کہ جاننا چاہئے کہ قرآن کریم کی تلاوت
کرنے والے کے لئے وقف اور وصل کا علم اہم اور ضروری ہے۔ اوقاف کے بغیر
معانی قرآن اور معارف کلام الٰہی سے واقفیت حاصل نہیں ہو سکتی اور اوقاف کے
ذریعہ مذہب حقہ اہل سنت و جماعت اور بد مذہب معتزلہ سے تمیز ہو سکتی ہے حضرت
علی کرم اللہ وجھہ الکریم وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ترتیل کے
ساتھ قرآن کریم پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ اوقاف کا خیال رکھے اور حروف کو ٹھیک طور
پر تجوید سے پڑھے۔ ابن الانباری فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی پوری معرفت بھی
حاصل ہوتی ہے جب وقف اور ابتداء کی پہچان ہو لہذا علم اوقاف قرآن کریم کا سیکھن
اور سکھانا واجب ہے۔

امام نحاس فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علم اوقاف کو ایسا ہی سیکھتے تھے جیسے قرآن شریف کو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے سور
بقرہ آٹھ سال میں پڑھی اور اس کے ختم پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا یعنی اونٹ ذبح ک
اور غرباء و مساکین وغیرہم کو کھلایا۔

(موطا امام مالک صفحہ ۷۰

انہیں سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر جب کوئی سورت نازل ہوتی تھی تو ہم اس کے حلال اور حرام کو سیکھتے تھے اور ساتھ ہی اوقاف کا علم بھی (یعنی حلال چیز کا استعمال اور حرام کام سے پرہیز کرتے تھے) آج کل یہ حالت ہے کہ ہم سارا قرآن کئی بار اول سے آخر تک پڑھ جاتے ہیں اور تراویح میں سن لیتے ہیں مگر ہم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے کس چیز کا حکم فرمایا ہے کہ اس پر عمل کریں اور کس چیز سے منع فرمایا ہے کہ اس سے باز رہیں لہٰذا قسم قسم کے وبال میں مبتلا ہیں بلکہ اس بے عملی سے ہلاکت اور تباہی کا اندیشہ ہے جیسا کہ پہلی قوموں کے ساتھ ہوا اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو نیک کاموں کی توفیق عطاء کرے۔

آمین بجاہ نبیک الکریم ﷺ

رموز اوقاف

یہ ہیں وقف کی رمزیں اے جان من　　سمجھ خوب لے گرچہ ہیں یہ کٹھن

م ۔ یہ وقف لازم کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا واجب ہے نہ ٹھیرے گا تو گنہ گار ہوگا بلکہ بعض جگہ نہ ٹھیرنے سے خوف کفر ہے۔

ط ۔ علامت وقف مطلق کی ہے یہاں بھی وقف (ٹھیرنا) ضرور ہے نہ کرنے میں گناہ نہیں مگر ثواب سے محرومی ہے۔

ج ۔ وقف جائز کی علامت ہے اگر وقف کرے یا نہ کرے جائز ہے لیکن کرنا بہتر ہے

ز ۔ علامت وقف مجوز کی ہے یہاں وصل (ملانا) کرنا بہتر ہے اگر دم ٹوٹے تو وقف

کردے کچھ مضائقہ نہیں۔

ص ۔علامت وقف مرخص کی ہے یعنی رخصت اس کا حکم بھی مثل زا کے ہے۔

لا ۔علامت عدم وقف (یعنی وقف نہ کرے) کی ہے بہتر یہ ہے کہ وقف نہ کرے اور اگر دم ٹوٹ جائے تو بعض کے نزدیک دوبارہ وصل کرلے۔

قف ۔یوقف علیہ (اس مقام پر ٹھیرا جاتا ہے) کی علامت ہے جہاں یہ گمان ہو کہ پڑھنے والا وصل کرلے گا وہاں قف (ٹھیر جانا) کی علامت لکھی جاتی ہے۔

سکتہ۔یہاں ذرا سا ٹھیر جائے سانس نہ توڑے۔

وقفہ ۔لمبے سکتے کی علامت ہے یعنی جتنی دیر میں سانس لیتے ہیں پڑھنے والا اس سے کم ٹھیرے۔

صل۔قد یوصل (کبھی کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے) یہاں ترک وصل اولی اور وقف احسن ہے۔

صلے ۔الوصل اولی کی علامت ہے یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

۔آیت کی علامت ہے یہاں وقف کیا جائے اگر آیت پر (لا) ہو تو ترک وقف اولی ہے ہاں بضرورت ٹھیر جائے قرا میں یہی سورۃ فاتحہ میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

بعض لوگ عالمین پر بلاضرورت وقف کرتے ہیں حالاں کہ مطلق يَوْمِ الدِّيْنِ پر ہے اس پر امام جزری (شافعی) کی کتاب سے استشہاد کیا جاتا ہے کہ ابی علیہ اسم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب تلاوت کرتے تو

فرماتے ﷽ پھر وقف کرتے پھر الحمد للہ رب العلمین کہتے تو وقف کرتے پھر الرحمن الرحیم پر اسی طرح الخ

(زبدہ بحوالہ جهد المقل للمرعشی صفحہ ۷۷ مطبوعہ میرٹھ)

لیکن مشکوۃ صفحہ ۱۹۱ مجتبائی باب آداب القرآن اور اس کے حاشیہ پر اور اشعة اللعمات شرح مشکوۃ جلد دوم صفحہ ۱۶۴ نولکشوری اور مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ میں ہے کہ ابوطیکہ لم یدرک ام سلمه) یعنی ابوطیکہ نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں پایا لہذا بعضوں نے کہا کہ یہ روایت (جزری) لائق حجت کے نہیں اور نہیں پسند کرتے ہیں اہل بلاغت اور وقف تام ملک یوم الدین پر ہے (عالمین پر نہیں) اس لئے کہ حدیث لیث کی صحیح تر ہے۔ (طیبی)

جمہور نے جواب دیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا وقف کرنا اس لئے تھا کہ معلوم کروادیں سننے والوں کو سرے آیتوں کے واللہ اعلم حنفیہ کے نزدیک بھی ملک یوم الدین پر ہی وقف کرتے ہیں الرحمن کے الف پر جو بعض لوگ زبر پڑھتے ہیں وہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ رسم الخط عرب وعجم مصر وغیرہ مطبوعہ کلام مجید میں کسی میں بھی الرحمن کے الف پر زبر نہیں۔

بدعت مراقبہ

اگر کوئی عبارت تین تین لفظوں کے درمیان گھری ہوئی ہو تو پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ پہلے تین نقطوں پر وقف کرے دوسرے نقطوں پر وصل کرلے یا پہلے پر وصل دوسرے پر وقف اس کو معانقہ یا مراقبہ کہتے ہیں۔

تمام قرآن میں معانقے معتقد مین کے نزدیک ۱۶ میں اور متاخرین کے نزدیک ۱۸ یہ بھی

اکثر قرآن مجید کے حاشیہ پر لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بدعت ہے۔

قرآن کی منزلیں

قرآن کریم کی سات منزلیں ہیں اور فمی بشوق کے جملہ میں جمع ہیں یعنی

منزل اول:۔ سورۃ فاتحہ سے شروع ہوکر سورہ نساء کے اخیر تک تقریباً سوا چھ پاروں کی ہے۔

منزل دوم:۔ سورہ مائدہ سے سورہ توبہ کے اخیر تک تقریباً پانچ پارہ کی۔

منزل سوم:۔ سورہ یونس سے سورہ نحل کے اخیر تک پونے چار پارہ کی۔

منزل چھارم:۔ سورہ بنی اسرائیل سے سورہ فرقان کے اخیر تک سوا چار پارہ کی ہے۔

منزل پنجم:۔ سورہ شعراء سے سورہ یسین کے اخیر تک چار پارہ کی۔

منزل ششم:۔ سورہ والصافات سے سورہ حجرات تک ساڑھے تین پارہ کی۔

منزل ھفتم:۔ سورہ ق سے اخیر قرآن تک سوا چار پاروں کی ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم ایک ماہ میں ختم کرلیا میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ قوت ہے فرمایا دس دن میں پھر عرض کیا مجھ میں اس سے بھی زیادہ قوت ہے تو فرمایا سات دن میں اور اس پر نہ بڑھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب جمعہ کو قرآن شریف شروع فرماتے اور پنجشنبہ کو ختم کرتے شاید سات منزلیں فمی بشوق کی یہیں سے نکالی ہیں تین دن سے کم قرآن کا ختم خلاف اولی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا اس نے سمجھا نہیں۔

(ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

اس شخص کے لئے جسے حفظ و آسانی اور وسعت زمانہ میں ہو اور جب خرق عادت بھی ہو جیسے تو کوئی حرج نہیں اکثر صحابہ ایک رکعت میں قرآن ختم فرماتے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۲ سال ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے رہے بعض نے مغرب اور عشاء کے مابین چار ختم کئے یہ بطور کرامت ہے۔ (خیرات الحسان وغیرہ)

رموز اوقاف

سہولیت کے لئے نقشہ ذیل پر غور فرمارہے ہیں۔

۔ جہاں آیت کی علامت ہو وہاں ٹھہرنا چاہئے۔

م۔ اس جگہ وقف کرنا ضرور ہے اور نہ کرنا برا ہے بلکہ بعض جا خوف کفر ہے۔

ط۔ یہ وقف مطلق کی علامت ہے ٹھہرنا چاہئے۔

ج ۔ یہاں وقف و وصل دونوں برابر ہیں۔

ز۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص ۔ وقف مرخص اس جگہ دم ٹوٹا جاتا ہو تو وقف جائز ورنہ وصل بہتر ہے۔

صلے ۔ مخفف وصل اولیٰ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق۔ قیل علیہ الوقف ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

قف۔ صیغہ امر از وقف یہاں وقف کرنا درست ہے اگر نہ ٹھہرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

سکتہ۔ یہاں پر تھوڑا ٹھہرے سانس نہ توڑے۔

وقفہ۔ سکتہ طویل کی علامت یعنی سانس لینے سے کم ٹھہرے سانس کو نہ توڑے۔

لا۔ بغیر آیت کے ہوتو وہاں ہرگز نہ ٹھہرے۔

صل۔ صیغہ امر از وصل ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ضیح۔ جہاں دو علامتیں ہوں ان میں سے اوپر کی علامت کا اعتبار کرنا چاہیے۔

قرآن کی منزلیں یعنی جدول منازل فمی بشوق

سہولت کے نقشہ ذیل پر غور فرمائیں۔

ف	م	ی	ب	ش	و	ق
مراد سورہ فاتحہ	سورہ مائدہ	سورہ یونس	سورہ بنی اسرائیل	سورہ شعراء	سورہ الصفت	سورہ ق
منزل اول	منزل دوم	منزل سوم	منزل چہارم	منزل پنجم	منزل ششم	منزل ہفتم
اول سورہ	سورہ مائدہ	سورہ یونس	بنی اسرائیل	سورہ شعراء	سورہ الصفت	سورہ قاف
فاتحہ سے	سے بروز	سے بروز	سے بروز	سے بروز	سے بروز	سے بروز
روز جمعہ آخر	شنبہ آخر سورہ	یکشنبہ آخر سورہ	دوشنبہ آخر	سہ شنبہ آخر	چہار شنبہ آخر	پنجشنبہ آخر

فاتحہ تک	براۃ تک	سورہ نحل تک	سورہ فرقان تک	سورہ یسین تک	سورہ حجرات تک	قرآن شریف تک

بیان قرآن شریف کے حرفوں کے زیر، زبر، پیش

مع دیگر حرکات ونقاط وکلمات وآیات وغیرہ

بدعات کے خلاصے

نقاط: ۱۰۵۶۸۴، مدات: ۱۷۷۱، تشدیدات: ۱۲۵۳، سورتہا: ۱۱۴، رکوعہا: ۵۴۰، اعشار کوفی: ۴۳۳، اعشار بصری: ۶۲۳۱، اغماس کوفی: ۸۴۷، اخماص بصری: ۱۲۳۶، آیات کوفی: ۶۲۳۶، آیات بصری: ۶۲۱۶، آیات شامی: ۶۲۹۰، آیات مکی: ۶۲۱۲، آیات مدنی: ۶۲۱۴، آیات عامہ: ۶۶۶۶، کلمات: ۸۶۴۳۰، محدوف: ۳۲۱۲۶۷۰، ضمات: ۵۳۲۴۳، ضمات: ۸۸۰۴، کسرات: ۳۹۵۸۴۔

مع ۱۵ عند المتقدمین، مع ۱۸ عند المتاخرین، سجدہ ۱۱۴ اتفاقی، سجدہ ۱۱۵ اختلافی۔

قرأت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی کل آیتوں میں ایک ہزار آیت وعدہ ایک ہزار وعید، ایک ہزار امر، ایک ہزار نہی، ایک ہزار مثل، ایک ہزار قصص، پانچ سو آیت حلال وحرام، ایک سو دعیہ اور ۱۲۶ آیتیں منسوخ شاملات تلاوت قرآن مجید ہیں

مخارج حروف کے بیان میں

ء ہ، ابتدائے حلق سے۔

ع ح، وسط حلق سے۔

غ خ، انتہائے حلق سے۔

ق، ابتدائے بیچ زبان اور اوپر تالو سے۔

ک، ابتدائے بیچ زبان سے اور اوپر کے تالو سے تھوڑا سا تلاف کے مخرج سے ہٹ کر

ج ش ی، زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے۔

ض، زبان کے کنارے اور دانتوں کے گرہ کے پاس سے یعنی سارے کنارے زبان کے لگانے سے بائیں طرف کے اوپر داڑھوں کی جڑ سے یا سیدھی طرف سے مگر بائیں طرف سے آسان ہے۔

ل، زبان کی نوک کے پاس اور اوپر کے تالو سے۔

ن، زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے۔

زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے بعد ان کے مخرج کے۔

ط دت، زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کی جڑ سے۔

ظ ذ ث، زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے۔

ف، نیچے کے دانت کے اندر اور اوپر کے دانتوں کے کاٹ سے۔

ب م ن، ہونٹوں کے بیچ میں سے ہے۔

نوٹ:۔ مخارج حروف کی تعلیم و مشق بدعت ہے۔

تعداد ہر حرف مفرد کلام مجید

الف:۴۸۸۵۶ ، ب:۱۱۴۲۸ ، ت:۱۰۱۹۹ ، ث:۱۲۷۶

ج:۳۲۷۳ ، ح:۳۷۹۳ ، خ:۳۴۱۶ ، د:۵۶۰۲

ذ:۴۶۷۷ ، ر:۱۱۷۹۳ ، ز:۱۵۹۰ ، س:۵۸۹۱

ش:۲۲۵۳ ، ص:۲۰۱۲ ، ض:۱۶۰۷ ، ط:۱۲۷۷

ظ:۸۴۲ ، ع:۹۲۲۰ ، غ:۲۳۰۸ ، ف:۸۴۹۹

ق:۶۸۱۳ ، ک:۹۵۰۰ ، ل:۳۰۳۲ ، م:۲۶۵۶۰

ن:۴۵۱۹۰ ، و:۲۵۵۳۶ ، ہ:۹۹۰۷۰ ، لا:۴۷۲۰

ی:۴۵۱۱۹

بدعت اخماس اور اعشار

قرون اولی کے قرآنی نسخوں میں ایک اور علامت کا رواج تھا اور وہ یہ کہ ہر پانچ آیتوں کے بعد حاشیہ پر لفظ خمس یا خ اور ہر دس آیتوں کے بعد لفظ عشر یا ع لکھ دیتے تھے پہلی قسم علامتوں کو اخماس اور دوسری قسم کی علامتوں کو اعشار کہا جاتا تھا مناھل العرفان صفحہ ۴۰۳ میں ہے کہ علماء متقدمین میں یہ اختلاف بھی رہا ہے کہ بعض حضرات ان علامتوں کو جائز اور بعض مکروہ سمجھتے تھے یقینی طور سے یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ یہ علامتیں سب سے پہلے کس نے لگائیں ایک قول یہی ہے کہ اس کا موجد حجاج بن یوسف تھا اور دوسرا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے عباسی خلیفہ مامون نے اس کا حکم دیا تھا۔

(البرہان صفحہ ۲۵۱ جلد اول)

لیکن یہ دونوں اقوال اس لئے درست معلوم نہیں ہوتے کہ خود صحابہ کے زمانے میں اعشار کا تصور ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اعشار کا نشان ڈالنے کو مکروہ سمجھتے تھے لیکن طریقہ اب متروک ہے مکروہ ہونے کے باوجود خیر القرون میں صحابہ یا تابعین رضی اللہ عنہم اس بدعت کے عامل تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۹۷ جلد سوم)

قرآن کریم کی طباعت کے لئے بدعت پریس

جب تک پریس ایجاد نہیں ہوا تھا قرآن کریم کے تمام نسخے قلم سے لکھے جاتے تھے اور اس دور میں ایسے کاتبوں کی ایک بڑی جماعت موجود رہی ہے جس کا کتابت قرآن کے سوا مشغلہ نہیں تھا قرآن کریم کے حروف کو بہتر سے بہتر انداز میں لکھنے کے لئے مسلمانوں نے جو محنتیں کی اور جس طرح اس عظیم محنت کے ساتھ اپنے والہانہ شغف کا اظہار کیا اس کی ایک بڑی مفصل اور دلچسپ تاریخ ہے جس کے لئے مستقل تصنیف چاہئے یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں پھر جب پریس ایجاد ہوا تو سب سے پہلے ہیمبرگ کے مقام پر ۱۱۱۳ھ میں قرآن کریم طبع ہوا جس کا ایک ایک نسخہ اب تک دار الکتب العربیہ میں موجود ہے۔

نوٹ :۔ کوئی کہے کہ یہ ایک ضرورت تھی جس کے بغیر قرآن کی اشاعت نہ ہو سکتی تھی یہی ہم کہتے ہیں کہ اسلام کے کسی امر کے لئے کسی دوسرے نئے امر کو کام میں لانا بدعت ہے لیکن ایسی بدعت سیئہ (بری) نہیں بلکہ اس کا نام بدعت حسنہ ہے اس پر عند اللہ اجر وثواب نصیب ہوتا ہے اور یہ بدعت حدیث کل بدعۃ ضلالۃ کی زد میں نہیں آئے گی۔

(ولکن الوھابیۃ قوم لایعقلون)

یسرنا القرآن۔نورانی قاعدہ، ملتانی قاعدہ تو بھی بدعت ہیں۔

یہ قاعدے قرآن مجید کی تعلیم سے پہلے بچوں کو پڑھانا واجب سمجھا جاتا ہے لیکن ہیں یہ بدعت چودھویں صدی کی پیدوار ہیں اس لئے کہ سب سے پہلے اس نام "یسرنا القرآن" کا قاعدہ قادیانیوں کی۔۔۔۔لکھا تھا۔

(ماہنامہ اسرار تصوف لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۲۵ء)

تبصرہ عنوان میں لکھا ہے کہ

یسرنا القرآن:۔عموماً ہر مسلمان پڑھتا ہے اور تقریباً مدارس ومکاتیب اور ہر چھوٹے دیہات وبلاد میں اس کا بڑا رواج ہے لیکن اس کی بدعت سے کسی کو خوف نہیں ہوتا بلکہ قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم کے لئے اس قاعدہ کو نہایت لازم سمجھا جاتا ہے جب کہ کسی کو قرآن پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے تو اسے یہی قاعدہ پڑھایا جاتا ہے اور یہ مختلف مؤلفین کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔بدعت کی رٹ لگانے والے سوچ کر جواب دیں کہ یسرنا القرآن کی بدعت پر عمل کیوں جب کہ تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ اس کا موجد مرزائی فرقہ ہے جو بالاتفاق کافر ومرتد ہے اگر نہ سہی تو ہم سے درود تاج اور دیگر دینی امور کی تاریخ اور اس کے مؤلف، کے متعلق ستانا بے سود ہے۔

ثابت کیجئے کہ یسرنا القرآن وغیرہ کا وجود خیر القرون میں تھا۔بعد کو کب سے یہ شامل اسلام ہوا اور اس کی تعلیم وتدریس حرام ہے یا جائز؟

تحفہ

وہابی، دیوبندی عجیب مخلوق ہے کہ میلاد شریف کو بدعت اس لئے ٹھہراتے

ہیں کہ میلاد شریف ہیئت کذائیہ کا موجد ایک اربل بادشاہ تھا اس لئے حرام ہے اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "تحفہ اربل" میں ہے لیکن وہابیوں دیوبندیوں کو حجاج ظالم اور مرزائیوں کی ایجاد کردہ بدعات حلال اور قابل عمل۔

دیواروں کا آیات قرآنیہ سے سجانا

آج کل سنی مسلمان جس میں دیوبندی وہابی بھی شامل ہیں کہ دیواروں بالخصوص مساجد کی دیواروں کو آیات قرآنی سے سجاتے ہیں مساجد کی دیواریں آیات قرآنیہ سے مزین کی جاتی ہیں اس بدعت کے خلاف کبھی وہابیت اور دیوبندیت نہیں چیخی۔

مزید برآں

نہ صرف دیواروں پر قرآن مجید لکھنا بلکہ مساجد کو عروس کنوار سے بڑھ کر سنوارا جاتا ہے پھر اس کاروائی پر خوشی سے جھوم کر پڑھا جاتا ہے۔

اگر جنت الفردوس بر زمین است

ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

حالاں کہ ایسے تزئین اور نقش ونگاری کو خیر القرون میں کراہت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تفصیل فقیر کی کتاب "بدعات مساجد" میں دیکھئے۔

صدق اللہ بدعت الخ

ہر مسلم فرقہ تلاوت کے بعد خواہ وہ جلسہ ہو یا کوئی شغل تلاوت قرآن کے بعد صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم یا آمنت باللہ الخ پڑھا جاتا ہے اور یہ مستحب ہے لیکن بدعت اس کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں

نہ ہی خیر القرون میں اس کا وجود تھا۔

دعائے ختم القرآن

مروجہ دعا ختم القرآن جو ہر ختم القرآن پر من الجنۃ والناس کے بعد پڑھی جاتی ہے اور نجدی تو ابن تیمیہ کے عشق میں اس کی تیار کردہ دعائے ختم القرآن تراویح کی آخری رکعت میں نماز کے اندر پڑھتے ہیں یہ بدعت بھی ہے اور مفسد نماز بھی لیکن روکے کون۔ یہ تو ان امور پر لڑمرتے ہیں جو رسول اللہ یا اولیاء اللہ سے متعلق ہوں گے۔

نجدی بدعت

حرمین شریفین کی تراویح آپ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ امام کے پیچھے سامع قرآن کھول کر سن رہا ہے قرآن غلطی بتاتا ہے یہ بدعت سیئہ سے بھی بڑھ کر بلکہ مفسد ہے لیکن نجدی سلطنت میں ہو رہا ہے کہ اس لئے وہابیہ کے نزدیک سنت ہوگی۔

جیبی سائز قرآن چھاپنا بدعت

قرآن پاک کو جیبی سائز یا اس سے بھی کم سائز چھاپنا مکروہ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے ہاں جیبی سائز کا قرآن دیکھا تو اسے کوڑے لگائے اور فرمایا۔

عظموا کتاب اللہ تعالیٰ — کتاب اللہ کی عزت وعظمت کا خیال رکھو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موٹے حروف سے لکھے ہوئے قرآن مجید سے بہت خوش ہوئے۔

جیبی حمائل بدعت

صحابہ کرام کے نزدیک جیبی سائز کا قرآن مجید یا اس سے چھوٹے سائز کی

حمائل شریف وغیرہ کلاں تختی سے گھبراتے ہیں حمائل شریف کا جتنا چھوٹا سائز ہو اسے ترجیح دی جاتی ہے۔ بلکہ آج کل تو تعویذی قرآن مجید بھی عام ہو گئے ہیں اور اس بدعت کا دیوبندیوں، وہابیوں کے پاس کیا جواب ہے کیا کبھی اس بدعت کے خلاف بھی انہوں نے نعرہ حق بلند کیا ہے کیا وہ خود اس بدعت کے ارتکاب میں ناشرین وقارئین کے ساتھ شریک تو نہیں ہیں۔

دیواروں کی کتابت

دیواروں وغیرہ پر خواہ مساجد کی ہوں یا مکانوں کی پہلے زمانہ میں قرآن مجید یا اس کی آیت لکھنا مکروہ تھا حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

قال اصحابنا وتكره كتابة القرآن على الحيطان والجدار ان وعلى السقوف اشد كراهة (اتقان)

فائدہ، لیکن اس کراہت اور مکروہ عمل کو دیوبندی زیادہ ہڑپ کر رہے ہیں ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ دیواروں اور چھتوں پر قرآن لکھنا مکروہ ہے۔

قرأۃ بلا فہم بدعت ہے

تلاوت قرآن مجید تجوید سے ہو یا سادہ بلا فہم معانی بدعت، ہے سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی تیسر العزیز المجید صفحہ ۱۳۲ پر لکھا ہے کہ

القرآء قاری کی جمع ہے اسلاف کے نزدیک وہ ہیں جو قرآن کی تلاوت معنی سمجھ کر پڑھتے ہیں لیکن قرآن کے معنی سمجھے بغیر پڑھنا ان میں کوئی نہ تھا یہ بدعت بعد کو ظاہر ہوئی۔

فائدہ، دور حاضر میں تجوید وتحفیظ وتدریس قرآن عام ہے لیکن سمجھ کر پڑھنا دس فی

صد ہے اس فتویٰ پر نوے فی صد بدعتی ہیں اب یہ بدعت عوام اور اہل اسلام کے نزدیک ثواب سمجھی جاتی ہے لیکن نجدیوں سعودیوں دیوبندیوں اور وہابیوں کو مشکل در پیش ہے کہ وہ اس کار خیر کے ٹھیکیدار بھی ہیں لیکن بدعتی بھی!

ناظرہ قرآن پڑھنا بدعت ہے

ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں موجودہ صورت میں قرآن مجید یکجا مجلد نہ تھا عرصہ دراز تک لوگ اسے یاد پڑھتے رہے جب قرآن مجید بہیئت کذائیہ اوراق میں مجموعہ اور مجلد کی صورت میں تیار کیا گیا تو اسے ناظرہ مسجدوں اور گھروں میں پڑھا جانے لگا لطف یہ ہے کہ یہ کارنامہ بھی حجاج بن یوسف ظلم کے دور کا ہے۔

(وقاء الوفا صفحہ ۲۶۷ جلد دوم)

افسوس تو یہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں کو اس ظالم کی ہر بدعت قبول ہے لیکن میلاد شریف سے اتنی ضد کہ ایک نیک اور عادل بادشاہ اربل کو ظالم اور فاسق قرار دے کر دل کی خوب بھڑاس نکالی (تفصیل فقیر کی کتاب تحفہ اربل میں ہے)

نجدی بدعت

نجدیوں کے دور سے حرمین شریفین میں خصوصاً باقی بلاد میں عموماً یہ بدعت عام ہے۔

یستجب تقبیل المصحف لا ن عکرمه بن ابی جهل رضی الله تعالیٰ عنه کان یفعله بالقیاس علی تقبیل الحجر و لانه هدیة من الله تقبیله فشرع تقبیله کما یستحب تقبیل الولد الصغیر (اتقان)

قرآن مجید کا چومنا اس لیے مستحب ہے کہ اسے عکرمہ ابن ابی جہل چوما کرتے تھے اور وہ اسے حجر اسود کے چومنے پر قیاس کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ یہ خدا کا تحفہ ہے تو جس طرح چھوٹے بچے کا چومنا مستحب ہے اس طرح قرآن پاک کو چومنا بھی مستحب ہے۔

فائدہ: لیکن دیوبندی وہابی پارٹی نے اس عمل کو بھی بدعت جیسے مذموم اور مقبوح جملہ سے معاف نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کا مذہب ڈانواں ڈول ہے بدعت بھی کہتے جائیں گے اور اسے شیر مادر کی طرح ہضم بھی کرتے جائیں گے ورنہ کہاں بدعت اور کہاں استحباب۔

زینت القرآن

قرآن مجید کو سنگارنا اور اسے رحل وغیرہ پر رکھنا مستحب تو ہے لیکن خیر القرون میں اس کا وجود ہرگز نہیں تھا اس کے باوجود ہم تو بلا انکار اس کے عامل ہیں لیکن مشکل تو دیوبندیوں اور وہابیوں کے لئے ہے کہ انہیں یہ بدعت ایسی چمٹی ہوئی ہے جس سے جان چھڑانا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔

زر و سیم

چاندی اور سونے سے قرآن کو سنگارنا بھی جائز ہے اگرچہ اس کا وجود خیر القرون میں نہ تھا چنانچہ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

عن الولید بن مسلم قال سالت مالکا عن تفضیض المصاحف فاخرج الینا مصحفا فقال حدثنی ابی عن جدی انھم جمعوا القرآن فی عھد عثمان وانھم فضضوا المصاحف علی ھذا ونحوہ ۔ ولید بن مسلم سے ہے فرمایا میں نے امام مالک سے قرآن مجید کو سونے وغیرہ سے سنگارنے لکھنے کے متعلق سوال کیا تو

انہوں نے مجھے ایک قرآن مجید دکھایا مجھے میرے والد نے میرے دادا سے روایت کیا کہ انہوں نے قرآن مجید حضرت عثمان کے زمانہ میں جمع کیا اور سونے وغیرہ سے لکھا۔

بیع وشراء

قرآن مجید کی بیع وشراء سخت سے سخت حرام ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ عن عمر ابن مسعود انها کره بیع المصاحف وشراء ها وان یستا جر علی کتابها۔

فائدہ: یہ بدعت دیوبندیت وغیر مقلدیت کے محلات میں اتنی بکثرت ہے کہ پشتوں سے انکار وجود بھی اسی بدعت کے رحم وکرم پر قائم ہے کیونکہ ان لوگوں کا قرآن فروشی کا پیشہ آباؤاجداد سے چلا آرہا ہے۔

قیام تعظیم

قرآن پاک کی تعظیم کے لئے اٹھنا مستحب ہے اگرچہ یہ عمل دیوبندیوں اور غیر مقلدین کی شریعت میں معمول بہ نہیں لیکن اسے فقہا کرام نے مستحبات سے گنا ہے چنانچہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ویستحب ان یقوم للمصحف اذا اقدام به علیه لان القیام مستحب للفضلاء من العلماء والاخیار فالمصحف اولیٰ وقد قرات دلائل استحباب القیام فی الجزء الذی جمعة فیه۔

ممکن نہ بلکہ یقین ہے کہ استحباب سے دیوبندی اور وہابی انکار کریں گے کیونکہ جب انہیں علماء فضلاء کے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام سے نہ

صرف انکار بلکہ اس کے لئے کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے لیکن چونکہ علماء ایسے قیام للقرآن کو مستحب مانتے ہیں اسی لئے یہ استحباب اپنے مقام پر حق اور صحیح ہے لیکن پھر بھی بدعت مانتے ہیں۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

القیام للمصحف بدعة لم تعهد فی الصدر الاو ل

فائدہ: لیجئے صدر اول میں جس فعل کا وجود تک نہیں۔

وہ ہمارے فقہاء کے نزدیک بدعت حسنہ ہے بعینہ قاعدہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے بیان فرمایا تو دیوبندیوں اور وہابیوں نے اتنا شور مچایا کہ گویا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ان کو جانی نقصان پہونچایا ہے دیوبندی اور وہابی پارٹی کو چاہئے کہ وہ فتوی جو اعلیٰ حضرت پر بدعتی ہونے کا لگایا ہے وہی فتوی امام نووی و امام سیوطی و دیگر اسلاف پر بھی چسپاں کریں ورنہ خدا کا خوف کر کے اپنے باطل ارادوں سے تائب ہو جائیں۔

چومنا بدعت

قرآن پاک کو چومنا مستحب اس کے استحباب پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے دارمی شریف کی ایک حکائت لکھی ہے وہ یہ ہے کہ فی مسند داری کان یضع المصحف علی وجهه ویقول کتاب بی کتابه بی اور امام سیوطی نے تو اس کے استحباب پر عقلی نقلی دلائل بھی لکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

یستحب تقبیل المصحف لا ن عکرمة بن ابی جهل رضی اللہ

تعالیٰ عنه کان یفعله بالقیاس علی تقبیل الحجر ولا نه هدیة من الله تقبیله فشرع تقبیله کما یستجب الولد الصغیر۔ لیکن دیوبندی، وہابی پارٹی نے اس عمل کو بدعت جیسے مذموم اور مقبوح جملہ سے معاف نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کا مذہب ڈانواں ڈول ہے بدعت بھی کہتے ہیں اور اسے شیر مادر کی طرح ہضم بھی کرتے جائیں گے ورنہ کہاں بدعت اور کہاں استحباب۔

تصانیف علوم قرآن بدعت ہے

علوم قرآن میں عربی فارسی اور اردو میں کتنی کتابیں لکھی گئیں اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ہزاروں کتابیں وہ ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں ہزاروں وہ ہیں جو موجود ہیں مگر ان کے نام نہیں معلوم ہزاروں وہ ہیں جو فہرستوں میں جن کے نام موجود ہیں ہزاروں وہ ہیں جو دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور چھپی نہیں ہزاروں وہ ہیں جو چھپ چکیں اور ہزاروں وہ ہیں جو منتظر طباعت ہیں مقالہ نگار دائرۃ المعارف الاسلامیہ نے تو تقریباً پانچ سو برس قبل کی علوم القرآن پر ۲۰۸ عربی کتابوں کی فہرست دی ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علوم قرآن پر علماء نے کس سرعت سے کام کیا ہے اور ایک عظیم ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔

فقیر یہاں چند نمونے اور وہ بھی مختصر تا کہ کتاب ضخیم بھی نہ ہو اور موضوع بھی مضبوط ہو جائے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اتقان میں قرآن مجید میں بدعات پر تصانیف کا ذکر فرمایا فقیر فہرست بدعات القرآن کے عنوان سے اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہے۔

ا۔ تعداد الآیات کے موضوع پر قرأہ کی ایک جماعت نے مستقل تصنیف کی ہے پھر اس پر مفصل بحث فرمائی ہے اہل علم اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

۲۔ وقف اور ابتداء کی شناخت پر بہت سے علمائے کرام نے دریا بہائے ہیں۔ اہل علم کے لئے قابل مطالعہ بحث ہے۔

۳۔ امالہ اور فتح پر بعض قراء نے مستقل کتابیں لکھیں ہیں ان میں ایک تصنیف کا نام ہے قرۃ العینین الامالۃ بین الفظین اس کے بعد امام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے طویل بحث لکھی ہے۔

۴۔ ادغام، اظہار، اخفاء، اقلاب اس میں قرأہ کی ایک جماعت نے مستقل تصنیفیں لکھی ہیں اس کے بعد امام موصوف نے تحقیق کے دریا بہائے ہیں۔

۵۔ مد وقصر اس پر بھی قرأ کی ایک جماعت نے مستقل تصنیف کی ہے پھر طویل بحث فرمائی جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

۶۔ تجوید بے حد ضروری ہے بہت سے لوگوں نے اس کے متعلق مستقل اور مبسوط کتابیں لکھیں پھر مفصل مضمون سپرد قلم فرمائے۔

۷۔ قرآن کی تلاوت اور اس کے آداب اس پر بھی ایک جماعت عاشقان علم کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

۸۔ قرآن کے غریب وکم مستعمل الفاظ پر بے شمار علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں اس کے بعد تحقیق قابل مطالعہ ہے۔

۹۔ قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ کا استعمال اس پر خود امام سیوطی کی ایک تصنیف ہے المھذب فیما وقع فی القرآن المعرب پھر اس کی خود تلخیص فرما کر اتقان

میں درج فرمائی ہے۔

۱۰۔اعراب القرآن علماء کی ایک جماعت نے اس عنوان پر مستقل تصنیف کی ہیں۔

عہد صحابہ میں فن تفسیر قرآن کی سب سے پہلی تفسیر

پہلی صدی ہجری میں قرآن کی تفسیر سب سے پہلے سید المسلمین حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی موصوف کا انتقال عہد فاروقی میں ہوا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عہد فاروقی یا عہد صدیقی کی تالیفات میں سے ہے۔

بدعت تصنیف فضائل قرآن

اسلام میں جس طرح قرآن مجید سب سے پہلے کتابی صورت میں مرتب ہوا اسی طرح اس کے علوم پر بھی کام کا آغاز سب سے پہلی صدی ہجری کے اوائل میں علوم قرآمیں سے فضائل قرآن پر کام ہوا یہ موضوع جتنا اہم ہے قدرت نے اس کے لئے اتنی ہی اہم شخصیت کا انتخاب بھی کیا اور یہ کام سید القرا صحابی رسول حضرت ابوالمنذر ابی بن کعب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۹ھ) کے ہاتھوں پایہ تکمیل پہنچا موصوف نے سب سے پہلے اس موضوع پر کتاب فضائل قرآن لکھی ان کی یہ تصنیف علوم قرآن پر عہد اسلام کی غالباً سب سے پہلی تصنیف ہے۔

نقط مصاحب پر پہلی تصنیف

پہلی صدی ہجری مصاحف پر سب سے پہلے کبار تابعین میں سے قاضی بصری ابوالاسود دوئی (المتوفی ۶۹ھ) نے جن سے ارباب سنن نے روایت کی ہے ایک مختصر رسالہ لکھا۔

اسباب نزول پر پہلی تصنیف

پہلی صدی ہجری کے اختتام پر دوسری صدی ہجری کے اوائل میں قرآن مجید کے اسباب نزول پر سب سے پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نامور شاگرد حضرت عکرمہ مدنی مولیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (المتوفی ۱۰۷ھ) نے جن سے بخاری اور دیگر صحاح نے روایت کی ہے کتاب لکھی جس میں وہ تمام معلومات جمع کیں جو موصوف نے اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی تھیں۔

مقطوع وموصول قرآن پر پہلی کتاب

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں کبائر تابعین اور قراء سبعہ میں سے قاضی دمشق عبداللہ ابن عباس (المتوفی ۱۱۸ھ) نے سب سے پہلے قرآن مجید کے مقطوع اور موصول پر کتاب تصنیف کی جو مقطوع القرآن وموصول کے نام سے موسوم ہے۔

غریب القرآن پر سب سے پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں ابان میں تغلب بکری الکوفی المتوفی ۱۴۱ھ نے جن سے امام مسلم اور ارباب سنن نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے قرآن مجید کے غریب الفاظ کو جمع کیا اور غریب القرآن کے نام سے کتاب تصنیف کی۔

ناسخ ومنسوخ پر پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری میں مشہور مفسر اور فقیہ خراسان مقاتل بن سلیمان (المتوفی ۱۵۰ھ) اور علامہ حسین بن واقد المروزی (المتوفی ۱۵۷ھ) نے قرآن مجید

کے ناسخ ومنسوخ پر قلم اٹھایا اور کتاب الناسخ والمنسوخ لکھی الحمد للہ اکابر کے فیض سے فقیر کی الناسخ والمنسوخ تصنیف مطبوعہ ہے۔

وجوہ ونظائر قرآن پر پہلی کتاب

اسی زمانہ میں قرآن مجید کے وجوہ ونظائر پر کام ہوا اور مقاتل بن سلیمان قاضی مرو حسین بن واقد مروزی (المتوفی ۱۵۷ھ) نے جن سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے اسی موضوع پر کتاب وجوہ القرآن تصنیف کی۔

متشابہ القرآن پر پہلی کتاب

متشابہ القرآن پر بھی غالباً سب سے پہلے مقاتل بن سلیمان نے کتاب لکھی

حروف قرآن پر پہلی کتاب

اسی زمانہ میں قرآن مجید کے حروف پر سب سے پہلے امام ابوعمر بن العلاء البصری (المتوفی ۱۵۱ھ) نے جن کا شمار قرأ سبعہ میں ہے اور بخاری ومسلم نے ان سے روایت کی ہے کہ حروف القرآن کے نام سے کتاب تصنیف کی۔

قرآن پر پہلی تصنیف

اسی طرح قرأت کے موضوع پر بھی غالباً سب سے پہلے ابوعمرو بن العلاء نے کتاب القرأت تصنیف کی ان کے ہم عصر ابال بن تغلب اور مقاتل بن سلیمان نے بھی کتاب القرأت لکھی تھیں۔

احکام القرآن پر پہلی تصنیف

اسی زمانہ میں احکام القرآن کے موضوع پر سب سے پہلے محمد بن السائب کلی

المتوفی ۱۴۶ھ نے غالباً سب سے پہلے کتاب احکام القرآن لکھی۔

اجزاء القرآن پر تصانیف

اسی زمانے دوسری صدی ہجری میں اجزائے قرآن پر کام کا آغاز ہوا اور اس فن پر پہلے قرأ سبعہ میں سے امام ابو عمارہ حمزہ بن حبیب کوفی المتوفی ۱۵۸ھ نے کتاب اسباع القرآن اور امام نافع بن عبدالرحمٰن مدنی (المتوفی ۱۴۹ھ) نے کتاب العواشد تصنیف کی اور محمد بن الشائب کلبی نے کتاب تقسیم القرآن لکھی

وقف وابتداء پر پہلی تصانیف

اسی طرح وقف وابتداء کے موضوع پر کام کا آغاز بھی انہی ایام میں ہوا چنانچہ حمزہ بن حبیب نے کتاب الوقف والابتداء لکھی اور وقف تام کے موضوع پر امام نافع بن عبدالرحمٰن نے کتاب وقف التام تصنیف کی پھر وقف وابتداء کے موضوع پر امام کسائی کے استاد شیخ محمد بن علی الرواسی نے جن کو نحویان کوفہ کے مسلک پر کتاب لکھنے میں اولیت کا شرف حاصل ہے اس فن پر دو چھوٹی بڑی کتابیں الوقف والابتداء الکبیر اور کتاب الوقف والابتداء الصغیر لکھیں شیخ رواسی کی کتاب معانی القرآن کا چرچا تو ابن الندیم کے زمانے تک تھا اور ان کے بعد بہت سے علماء نے اس موضوع پر طبع آزمائی کی۔

متشبہ آیات پر پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری میں امام ابوالحسن علی حمزہ کسائی (المتوفی ۱۵۹ھ) جو قرأ سبعہ میں ساتویں امام ہیں انہوں نے میں سب سے پہلے متشبہ آیتوں پر کام کرنے کی

طرح ڈالی اور اس موضوع پر کتاب علم آیات المشتبھات یادگار چھوڑی۔ اس کا ذکر سیوطی نے کتاب الاتقان میں بھی کیا ہے۔

فرق باطلہ کی تردید میں پہلی تصانیف

دوسری صدی ہجری میں محدث حرم حافظ ابو محمد سفیان بن عینیہ کوفی (المتوفی ۱۹۸ھ) نے جن سے ارباب صحاح نے روایت کی ہے غالباً سب سے پہلے فرق باطلہ کی تردید میں قلم اٹھایا اور کتاب جوابات القرآن تصنیف کی پھر اس موضوع پر علامہ قطرب ابو علی محمد بن المستیر (المتوفی ۲۰۶ھ) نے کتاب لکھی جس کا نام فیما سل عنہ الملحدون من ای القرآن لکھی۔

اعراب ومعانی قرآن پر پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری میں قرآن مجید کے اعراب ومعانی پر سب سے پہلے ابوعبیدہ معمر بن المثنی (المتوفی ۲۱۰ھ) نے کتاب لکھی اس موضوع پر سب سے جامع کتاب ابوعبیدہ قاسم بن سلام (المتوفی ۲۲۴ھ) کی ہے چنانچہ حافظ احمد بن علی بغدادی التوفی ۴۶۳ھ تاریخ بغداد میں رقم طراز ہیں ان اول من صنف فی ذالک من اھل اللہ ابو عبیدہ معمر بن المثنی ثم قطرب بن المستیز ثم الاخفش سب سے پہلے معانی قرآن پر اہل لغت میں ابوعبیدہ نے کتاب تصنیف کی پھر بن مستیز اور پھر اخفش نے کتابیں لکھیں۔

وصنف من الکوفین الکسائی ثم الفراء مجمع ابو عبیدہ اور کوفیوں میں سے کسائی نے لکھی فراء نے کتاب تالیف کی اور ابوعبیدہ کتبھم وجاوفیہ الآثار اسانید

ھا و تفاسیر الصحابه و التابعین نے ان کی کتابوں کو جمع کیا اور اس میں آثار اور ان کی سندیں صحابہ والفقہاء تابعین اور فقہاء کی تفسیروں کو اچھی طرح بیان کیا ہے۔

مصادر القرآن پر پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری کے اختتام تیسری صدی ہجری کے اوائل میں قرآن مجید کے مصادر جمع وتثنیہ پر کام کا آغاز ہوا اور سب سے پہلے اس موضوع پر امیر المومنین فی النحو یحیٰی بن زیاد فراء (المتوفی ۲۰۷ھ) نے کتاب الجمع والتثنیه فی القرآن اور کتاب المصادر فی القرآن کے نام سے دو جداگانہ کتابیں تصنیف کیں۔

لغات القرآن پر پہلی تصنیف

اسی زمانہ میں علامہ ہیثم بن عدی طائی کوفی (المتوفی ۲۰۷ھ) اور استاد سیبویہ ابوزید سعید بن انصاری (المتوفی ۲۱۵ھ) نے لغات القرآن لکھیں۔

لغات لغت کی جمع ہے یہ لفظ عربی زبان میں ڈکشنری کے معنی میں نہیں آتا بلکہ بولی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے قدماء کے یہاں جو کتابیں اس نام سے موسوم ہیں ان کا موضوع قبائل عرب کے ان الفاظ سے بحث کرتا ہے جنہیں قرآن مجید استعمال کیا گیا ہے معنی الفاظ کے لئے عربی میں مفردات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اسمائے منافقین پر پہلی تصنیف

تیسری صدی ہجری میں ابوالحسن علی بن محمد المدائنی (المتوفی ۲۲۴ھ) نے ایک نئے موضوع پر کام کیا اور منافقین اور آیات قرآنی کا مذاق اڑانے والوں کے ناموں پر کتابیں لکھیں جو کتاب تسمیة المنافقین ومن نزل القرآن فیه منه

ومن غیرھم وکتاب تسمیۃ الذین یؤذون النبی ﷺ وتسمیۃ المستھزئین الذین جعلوا القرآن عضین ہے۔

اقسام القرآن پر پہلی تصنیف

اسی تیسری صدی ہجری۔۔۔۔۔۔ کے نامور شاگرد عبداللہ بن احمد المعروف بابن ذکوان (المتوفی ۲۳۲ھ) نے سب سے پہلے قرآن مجید کی قسموں اوران کے جوابات پر کتاب تصنیف کی جس کا نام اقسام القرآن وجوابہا ہے۔

دیگر علوم قرآن پر پہلی تصانیف

امام قرأت ابوعمر حفص بن عمر دوری (المتوفی ۲۴۶ھ) نے سب سے پہلے ما اتفقت الفاظہ ومعانیہ نظم وترتیب اوراعجاز پر کتاب نظم القرآن تصنیف کی اور دوسری کتاب مسائل القرآن لکھی۔

سجود القرآن پر پہلی تصنیف

مشہور حافظ الحدیث ابواسحاق ابراہیم بن محمد العربی (المتوفی ۲۵۸ھ) نے غالباً سب سے پہلے قرآن مجید کے سجدوں پر کتاب تصنیف کی جس کا نام سجود القرآن رکھا گیا۔

ضمائر القرآن پر پہلی تصنیف

امام لغت ابوعلی احمد بن جعفر دینوری (المتوفی ۲۸۹ھ) نے سب سے پہلے ضمائر القرآن پر کتاب لکھی یہ کتاب فراء کی معانی القرآن سے ماخوذ ہے شیخ ابوبکر محمد بن الحسن الزبیدی (المتوفی ۳۷۹ھ) کتاب طبقات النحویین واللغویین میں رقم طراز ہیں۔

کتاب مختصر فی ضمائر القرآن استخرجه من کتاب المعانی للفراء

ترجمہ موصوف کلبی مو القرآن میں ایک مختصر رسالہ ہے جو فراء کی کتاب المعانی سے ماخوذ ہے۔

اعجاز القرآن پر پہلی تصنیف

تیسری صدی ہجری کے خاتمہ پر مشہور النحوی محمد بن یزید الواسطی (المتوفی ۳۰۶ھ) نے سب سے پہلے قرآن مجید کے اعجاز پر کتاب تصنیف کی جو اعجاز القرآن فی نظمه کے نام سے مشہور ہے۔

یہ بحث اتنا طویل ہے کہ اس کے اختتام کا آخر کہیں نظر نہیں آتا ہے۔ علماء کرام نے قرآن مجید کے مختلف مضامین پر مستقل تصانیف کیں چند مضامین کے نمونے حاضر ہیں۔

علم احکام

اس میں عبادات و معاملات تدبیر منزل اور سیاست مدن وغیرہ سے متعلق آتی ہیں۔

علم مناظرہ

مشرکین، نصاریٰ، یہود اور منافقین سے مباحثات ان کے باطل عقائد کی قباحت کا ذکر اور ان کے شبہات کا ازالہ اس ذیل میں آتا ہے۔

تذکیر بآلاء اللہ

فطرت بشری کے متعلق اسماء وصفات اعلیٰ کا ذکر اور اس کے ماحول کی روشنی میں ان کی تعلیم و تفہیم۔

تذکیر بایام اللہ

وہ واقعات و حادثات جو حق و باطل کے درمیان کش مکش کے مختلف پہلوؤں

پر روشنی ڈالتے ہیں اور انسان کے لئے ترغیب وترہیب کا کام انجام دیتے ہیں۔

تذکیر بالموت وبما بعد الموت

انسانی موت کی کیفیت، موت کے بعد کی کیفیات، قیامت اور علامات قیامت، جنت ودوزخ اور اسی قسم کی دوسری تفصیلات اس کے علم کے تحت آتی ہیں۔ یہ تو قرآن میں ایک عالم ومعارف کی نظر نے پایا۔۔۔۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم علوم وفنون کا ایک بحرِ بے کراں ہے جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے معانی قرآن سے پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور نئے نئے انکشافات سامنے آتے چلے جاتے ہیں قرآن اور سائنسی انکشافات قرآن اور عصری ایجادات، اسرائیل اور قرآن کی پیش گوئیاں کے موضوعات پر مشرق ومغرب کے تمین مصنفین نے قلم اٹھایا ہے ان کی تحقیقات ونگارشات پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے۔ الغرض الٰہیات ہو یا مذہبیات، فقہیات ہو یا اخلاقیات، فلکیات ہو یا ارضیات ہر علم وفن کا ماہر جب قرآن کو دیکھتا ہے تو ایک نیا جہاں پاتا ہے یہاں کیفیت یہ ہے

مجھ یک نظر آمختار صد نظر جا!

جیسا کہ عرض کیا گیا خود قرآن فرماتا ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

(ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا)

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

(اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے)

قرآن حکیم میں ڈوبنے والے قیامت تک عجائبات اور معجزات پاتے رہیں گے لیکن وہ لوگ جو ابھی ڈوبے نہیں ہیں ان کے سامنے عجائبات کی ایک دنیا ہے قرآن حکیم عجائبات و معجزات سے پُر ہے اقبال نے سچ کہا تھا۔

صد جہان تازہ در آیات اوست　　　عصر ہا پیچیدہ در آیات اوست

دور جدید کے ایک ماہ شماریات راشد الخلیفہ مصری نے جب قرآن پر نظر ڈالی تو ان کو یہاں ایک نیا جہاں نظر آیا۔ آیئے اس جہان کی آپ بھی سیر کریں اور قرآن کے اعجاز ابدی کا مشاہدہ کریں۔

ابتدا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف کا شمار کیا جاتا ہے تو ۱۹ حروف بنتے ہیں پھر اس کے تمام الفاظ قرآن حکیم میں جتنی بار آئے ہیں وہ فرداً فرداً ۱۹ کا حاصل ضرب قرار پاتے ہیں۔

۱۹ کا عدد خود ایک عجوبہ ہے اس میں ''۱'' اور ''۹'' ایسے اعداد ہیں جس میں علم ریاضی کے تمام اشکال ہندسہ موجود ہیں جن پر علم الحساب کا دارومدار ہے اور اتفاق ہے کہ سورۃ المدثر میں خود قرآن حکیم میں ۱۹ کے عدد کا ذکر ہے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ اس پر ۱۹ داروغہ ہیں۔

سورۃ العلق قرآن حکیم کی سورتوں کی معکوس گنتی کی جائے تو ۱۹ ویں نمبر پر آتی ہے۔

اسی طرح حرف ''ق'' اور سورۃ الشعراء میں حروف ابتدائیہ ہیں دونوں سورتوں میں یہ حروف ۵۷ مرتبہ آیا ہے یہ عدد ۱۹ اور ۳ کا حاصل ضرب ہے۔

سورۃ ق. کی آیت نمبر ۳ میں داخوان لوط آیا ہے قرآن حکیم میں لوط کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے سوائے اس مقام کے ہر مقام پر قوم لوط کہا گیا ہے۔ مگر یہاں ''قوم لوط'' کے

بجائے ''اخوان لوط'' فرمایا۔ماہرین شماریات کا کہنا ہے کہ سورہ ق میں حروف ق ۵۷ کے بجائے ۵۸ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتا۔

سورۃ القلم میں سورۃ کی ابتداء حرف ''ن'' سے ہوتی ہے اس سورت میں حرف ''ن'' ۱۳۳ بار آیا ہے جو ۱۹ کا حاصل ضرب ہے۔اعراف،مریم،ص میں حرف ''ص'' ابتدائی حرف ہے۔تینوں سورتوں میں حرف ''ص'' مجموعی طور پر ۱۵۲ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ اور ۸ کا حاصل ضرب ہے۔ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۲۹ میں ایک لفظ بصطۃ آیا ہے حالانکہ عربی زبان میں اصل لفظ بسطۃ ہے یہاں بطور خاص ''ص'' سے لکھا اوپر چھوٹا سا ''س'' بنادیا گیا۔

بات یہ ہے کہ اگر یہاں ''ص'' کی جگہ ''س'' ہوتا تو حروف ''ص'' کی مجموعی تعداد جو اوپر مذکور ہوئی ۱۵۲ کے بجائے ۱۵۱ رہ جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہو سکتی۔

حروف مقطعات ۱۴ ہیں یہ حروف ۲۹ سورتوں کے ابتداء میں ۱۴ سیٹ بناتے ہیں اگر ان اعداد کو جمع کریں ۱۴+۲۹+۱۴=۵۷ تو حاصل جمع ۱۹x۳ کا حاصل ضرب بن جاتا ہے۔

ایک اور انکشاف سماعت فرمائیں۔قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

قرآن حکیم نے ''دن'' کا اطلاق مختلف مقامات پر مختلف زمانوں کے لئے کیا ہے مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ

اور بے شک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ

ملائکہ اور جبرائیل اس بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم الٰہی میں ''دن'' کی مقدار مختلف ادوار میں مختلف ہے۔ جن چھ دنوں میں آسمان وزمین وجود میں آئے نہ معلوم ان دنوں کی مقدار کیا ہوگی! مگر دور جدید کے انکشافات نے اس مسئلے کو بھی حل کردیا چنانچہ تخلیق کائنات پر بحث کرتے ہوئے جارج گیماؤ نے لکھا ہے۔

اس کائنات کے کسی بھی حصے کی عمر کا تخمینہ لگائیں تو ہم کو ہمیشہ اور ہر طریقے سے ایک ہی جواب حاصل ہوتا ہے یعنی چھ بلین سال۔

جارج گیماؤ کی تحقیق کے مطابق تخلیق کائنات چھ بلین سال پہلے ہوئی اور قرآن حکیم نے اس تخلیق کی مدت میں چھ کا ہندسہ استعمال کیا ہے ممکن ہے کہ جن چھ دنوں میں دونوں آسمان وزمین پیدا کیے گئے ان میں ہر سال کی مدت ایک بلین سال ہو یہ ہیں قرآنی عجائبات۔

ویسے علوم قرآن میں اسباب نزول، ناسخ ومنسوخ، محکم ومتشابہ، اعراب القرآن، اسلوب القرآن، عجائب القرآن، اعجاز القرآن وغیرہ آتے ہیں۔

اسباب نزول پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں

ابن مطرب اندلسی (متوفی ۴۰۲ھ) علامہ واحدی (۴۴۸ھ) علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

ناسخ ومنسوخ پر لکھنے والوں میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

ابن واقد المروزی (متوفی ۱۵۷ھ) امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) ابن بلال النحوی (متوفی ۵۲۰ھ) ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) برہان الدین ناجی (متوفی ۹۰۰ھ) وغیرہ وغیرہ

اوراعجاز القرآن پران علماء نے کتابیں لکھیں ہیں

ابن یزید الواسطی (متوفی ۳۰۶ھ) ابوالحسن امانی (متوفی ۳۸۴ھ) خطابی (متوفی ۳۸۸ھ) ابوبکر باقلانی (متوفی ۴۰۳ھ) عبدالقاہر جرجانی (متوفی ۴۷۴ھ) وغیرہ

علوم قرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔

☆......علامہ ابن جوزی ، فنون الافنان فی عجائب القرآن

☆......علامہ بدرالدین زرکشی ، البرہان فی علوم القرآن

☆......علامہ جلال الدین سیوطی ، الاتقان فی علوم القرآن

☆......عبدالعظیم الزرقانی ، مناھل العرفان فی علوم القرآن

بدعات فی القرآن

علماء اسلام نے جملہ علوم کی انواع واقسام سب قرآن حکیم سے ہی اخذ کی ہیں قرون اولی اور قرون وسطی میں جب علوم وفنون کی باقاعدہ تقسیم اور علم وفن کی تفصیلات مرتب کرنے کا کام سرانجام دیا جانے لگا تو علماء کی ایک جماعت نے لغات وکلمات قرآن کے ضبط وتحریر کا فریضہ اپنے ذمہ لے لیا۔

کسی نے مخارج حروف کی معرفت مدکلمات کا شمار سورتوں اور منزلوں کی گنتی ،سجدات علامات آیات کی تعداد وتعیین ، حصر کلمات ، متشابہ ومتماثلہ آیات کا احصا الغرض معانی ومطالب کے بغیر جملہ مسائل قرأت کا کام سرانجام دیا ان کا نام قراء رکھا

گیا اور اس طرح ''علم القرأة والتجوید'' منصۂ شہود پر آیا۔

بعض نے الفاظ قرآن، ان کی دلالت واقتضا اور ان کے مطابق ہر حکم کی تفصیلات بیان کیں تو ''علم النحو'' معرض وجود میں آیا۔ بعض نے قرآن کے ادلہ عقلیہ اور شواہد نظریہ کی جانب التفات کیا اور اللہ تعالیٰ کے وجود بقاء، قدم ووجوب، علم وقدرت، تنزیہہ وتقدیس، وحدانیت والوہیت، وحی ورسالت، حشر ونشر، حیات بعد الموت اور اس قسم کے دیگر مسائل بیان کئے تو ''علم الاصول'' اور ''علم الکلام'' وجود میں آئے۔ پھر انہی اصولیین میں سے بعض نے قرآن کے معانی خطاب میں غور کیا اور قرآنی احکام میں اقتضاء کے لحاظ سے عموم وخصوص، حقیقت ومجاز، صریح وکنایہ، اطلاق وتقیید، نص، ظاہر، مجمل، محکم، خفی، مشکل، متشابہ، امر ونہی اور نسخ وغیرہ میں کلام کیا، انواع وقیاس اور دیگر ادلہ کا استخراج کیا تو فن ''اصول فقہ'' تشکیل پذیر ہوا۔ بعض نے قرآنی احکام سے حلال وحرام کی تفصیلات وفروعات طے کیں تو ''علم الفقہ'' یا ''علم الفروع'' کو وجود ملا۔

بعض نے قرآن سے گذشتہ زمانوں اور امتوں کے واقعات وحالات کو جمع کیا اور آغاز عالم سے قیامت تک کے آثار ووقائع کو بیان کیا۔ اس طرح ''علم التاریخ'' اور ''علم القصص'' وجود میں آئے۔ بعض نے قرآن سے حکمت وموعظت، وعد ووعید، تحذیر وتبشیر، موت ومعاد، حشر ونشر، حساب وعقاب اور جنت ونار کے بیانات اخذ کیے۔ جس سے ''علم التذکیر'' اور ''علم الوعظ'' کی تشکیل ہوئی۔ بعض نے قرآن سے مختلف خواب اور ان کی تعبیر کے اصول اخذ کیے تو ''علم تعبیر الرؤیا'' کی تشکیل ہوئی بعض نے قرآن سے ''علم المیراث'' اور ''علم الفرائض'' کی تفصیلات بیان کیں۔

بعض نے رات، دن، چاند، سورج اور ان کی منازل وغیرہ کے قرآنی ذکر سے "علم المواقیت" حاصل کیا۔ بعض نے قرآن کے حسن الفاظ، حسن سیاق، بدیع نظم اور اطناب و ایجاز وغیرہ سے "علم المعانی"، "علم البیان" اور "علم البدیع" کو مدون کیا۔

عرفاءِ کاملین نے قرآن میں نظر و فکر کے بعد اس سے معانی باطنہ اور دقائق مخفیہ کا انکشاف کیا۔ انہوں نے اس سے تزکیہ و تصفیہ، فنا و بقا، غیبت و حضور، خوف و ہیبت، انس و وحشت اور قبض و بسط وغیرہ کے حقائق و تصورات بھی اخذ کیے۔ جن سے "علم التصوف" کی تشکیل ہوئی۔

بعض علماء نے قرآن سے طب، ہیئت، ہندسہ، جدل جبر و مقابلہ، نجوم اور مناظرہ وغیرہ کے علوم و فنون اخذ کیے اور ان کی تفصیلات بھی طے کیں۔

نوٹ:۔ یہ ایک اجمالی بیان ہے تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ کیجئے۔

بیان ربط الآیات بدعت ہے

متقدمین کی کتب سے ارتباط آیات کہیں ملتا البتہ متاخرین نے اس پر مستقل تصانیف تحریر کی ہیں جس کی تفصیل فقیر کی کتاب "احسن البیان" میں ہے اس بدعت حسنہ کا آغاز حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ واللہ اعلم

تصنیف اعجاز القرآن

بدعت ہے، جس کا ذکر گذشتہ اوراق میں مختصر عرض کیا گیا ہے۔ اس کی ایجاد بدعت تو ہے ہی لیکن اس کی ترقی بعد کو ہوئی جسے فقیر عرض کرنا چاہتا ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں علم الاعجاز کا ارتقاء

تاریخ کے اوراق الٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب نے ابتداء قرآن

پاک کو فقط ایک مصدر تشریعی کی حیثیت سے جانا تھا۔ وہ صرف اسے اپنے معاشرے سے متعلق قضایا کا مرکز سمجھتے تھے اس لئے ان کی تمام تر توجہ صرف اس بات پر تھی کہ قرآن نے نماز فرض کی ہے زنا کو حرام قرار دیا بیع کو حلال اور سود کو حرام ٹھہرایا۔ ہر طبقے میں معیشت کی بحالی کے لئے زکوۃ، عشر اور خمس کا نفاذ کیا اور اسلامی معاشرے کی اصلاح و تربیت کے لئے حدود نافذ العمل ہوئیں۔

انہوں نے قرآن کے اسلوب و بلاغت، فصاحت و اعجاز پر کوئی خاطر خواہ نگاہ نہ ڈالی۔ چونکہ ان کی نظر میں قرآن پاک ایک مصدر تشریعی کی حیثیت رکھتا تھا لہذا ان کی تمام تر توجہ اسی طرف مبذول رہی جس کے نتیجہ میں سب سے پہلے علم تفسیر، علم فقہ اور علم الاحکام ظہور پذیر ہوئے ان علوم کی اتباع میں ثمر کے طور پر علم نحو و صرف اور علم الفقہ کا حصول ہوا غرض یہ کہ قرآن پاک کی انہی جوانب پر علماء کرام نے اپنی تمام تر علمی قوتیں اور صلاحیتیں صرف کیں اور یہ سلسلہ فترۃ وحی سے لے کر عہدی اموی تک جاری رہا ہے اور ہمیں قرآن مجید کے اعجاز اس کی بلاغت و فصاحت کے متعلق جس سے فصحاء قریش بھی عاجز آ گئے تھے کوئی آثار نہیں ملتے مگر عہد اموی کے آخر میں جب اسلامی سلطنت کی حدود کا دائرہ وسیع ہو گیا اور نو مسلم قوتوں کا عربوں کے ساتھ اختلاط شروع ہو گیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان اقوام کے نظریات اور ثقافت فکر اسلامی میں شامل ہونے لگے اور جب نظریات اور ثقافت فکر اسلامی کے ساتھ ملنے لگے تو اعدائے اسلام نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی تمام تر کوششیں مسلمانوں کی کتاب کی طرف مرکوز کر دیں اور انہوں نے چاہا کہ جس طرح ان کے آباؤ اجداد نے آسمانی کتابوں میں تحریف و تبدیل کی اسی طرح اس آخری کتاب کو بھی باپ دادا کی

اتباع میں ہدف تفسیر وتبدیل بنایا جائے لہذا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملحدین نے اس کتاب محفوظ کے معانی کی غلط تاویلیں اور ردوبدل کر کے عوام الناس میں مختلف شکوک وشبہات پیدا کرنے کی سعی لاحاصل کی ان امور کے پیش نظر اس چیز کی اشد ضرورت تھی کہ اہل علم اس عیارانہ حرکت کو (جو ملحدوں کے ہاتھوں رونما ہوئی) کچلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور اس پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں جو مستقبل میں ان کے دین کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ کا سبب بنے اور وہ ہاتھ کاٹ دیں جو ایک ایسی کتاب کی تحریف کے لئے اٹھے ہیں جس میں تمام کائنات کی نجات کے راز پنہاں ہیں اور قرآن پاک کے اس امر کی طرف توجہ دیں جو ان کے دین کے لئے ایک مضبوط رسی کی حیثیت رکھتا ہے اور ان کے قاعدہ توحید کے لئے ایک عظیم ستون اور ایک مکمل نظام ہے جو ان کے نبی ﷺ کے سچا ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے اور جو پیارے نبی ﷺ کے معجزے کا سب سے بڑا ثبوت سب سے بڑی حجت اور سب سے بڑا ایمان ہے جب ان امور کی طرف توجہ بڑھی تو علم الکلام وجود میں آیا اور یہی علم الکلام علم الاعجاز کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ ابتدا میں علم القرآن کو منفرد موضوع کی حیثیت سے نہ جانا جاتا تھا بلکہ دوسرے دیگر علوم کے ضمن میں اسی کا ذکر آجایا کرتا تھا اور خاص کران بحوث میں جو نبوت اور معجزہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ مثال کے طور پر امام ابن قتیبہ نے قرآن پاک کے متعلق ملحدین کے ہو شکوک کے ازالے کے لئے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام (تاویل مشکل القرآن) رکھا اسی طرح ابوالحسن اشعری نے (مقالات اسلامیہ) الحافظ نے (حجج النبوۃ) اور ابوالحسن الخیاط نے (الانتصار) کے نام سے مؤلفات تصنیف کر کے اعجاز القرآن کے موضوع کو زیر بحث بنایا۔

یا بعض مفسرین نے سیاق تفسیر میں اس کا ذکر کیا ان میں سے مجاہد صبیر (متوفی ۱۰۳ھ) قرآن پاک کے اعجاز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ" قرآن پاک کا اعجاز ہمارے نزدیک اس کی وہ رسالت علیا ہے جو تمام بشریت کے لئے نفع بخش ہے اس کا پیغام لوگوں کو خدا کی وحدانیت کی طرف بلاتا ہے انہیں وہ راہ دکھلاتا ہے جس میں ان کے لئے صلاح و بھلائی ہے جس میں ان کی سعادت دنیوی اور اخروی پائی جاتی ہے بے شک قرآن کا اعجاز اسی پیغام کا ہے جو زندگی اور قافلہ انسانیت کو صراط مستقیم کی طرف گامزن کرتا ہے وہ راستہ دکھلاتا ہے جو تمام لوگوں کے لئے سب سے بڑھ کر نفع مند اور سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ تمام جہانوں کے لئے روز جزا تک کا پیغام ہے یہ نہ کسی خاص امت کے لئے نہ کسی خاص خطہ ارض کے لئے بلکہ یہ تمام امتوں کے لیے فی کل زمان اور فی کل مکان کی حیثیت رکھتا ہے۔

ا۔ مقدمہ تفسیر جلد ۱۳، تحقیق عبدالرحمن طاہر السورتی، مجمع البحوث العلمیہ اسلام آباد اسی طرح امام ابن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) تفسیر کے سیاق میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔

مفسرین کے ساتھ ساتھ بعض نحوی بھی اس موضوع میں شغف رکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ان میں سے ابوعبیدہ بن المثنی (متوفی ۳۰۸ھ) نے مجاز القرآن اور ابوزکریا الفرار (متوفی ۳۰۷ھ) نے معانی القرآن میں اعجاز القرآن کے موضوع کو زیر بحث بنایا غرض یہ کہ تیسری صدی ہجری تک اس موضوع کو انفرادی حیثیت نہ مل سکی چونکہ یہ علم علم الکلام کی ایک فرع تھا اس لئے مختلف فرقوں میں علم الکلام پر صراع و نزاع شروع ہوا تو ہر ایک فرقے نے اعجاز القرآن کے موضوع کو اپنی اپنی آراء کے مطابق ڈھالنا شروع کیا یہاں تک کہ تیسری صدی کے آخر میں اسے ایک منفرد موضوع کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

تیسری صدی کے آخر میں کئی مؤلفات صفحہ تاریخ پر رونما ہوئیں وہ زیادہ تر (نظم قرآنی)
کے نام منسوب کی گئیں اس دور کی قابل قدر ہستی جس نے اعجاز قرآن کے موضوع کو
کافی وسعت دی وہ ابوعثمان (متوفی ۲۰۰ھ) کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اگر چہ اس
کی تصنیف شہیر (نظم القرآن) ہم تک نہ پہنچ سکی مگر وہ اس کتاب کا حوالہ اپنی ایک اور
کتاب (حجج النبوۃ) میں دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی دیگر کتب میں بھی
اس موضوع پر بحث شدہ آثار ملتے ہیں ان کا مطالعہ کرنے سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ
جاحظ کے نزدیک اعجاز القرآن کی دو وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ، نظم القرآن قرآن پاک کا اعجاز اس کی نظم، اس کی ساحرانہ فصاحت وبلاغت
اور اس کے خصائص بیانی میں ہے پس قرآن پاک بلاغت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہے
اور اس کا اعجاز عروج کی تمام بلندیوں کو پار کر چکا ہے جب قریش کے سلاطین شعر
وخطبہ کو چیلنج کیا گیا تھا کہ لاؤ اس جیسی ایک سورت تو سوائے اعتراف حقانیت کے ان
سے کچھ نہ بن پڑا یہاں تک کہ ولید بن المغیر ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
قرآن پاک سننے کے بعد۔۔۔ قریش سے کہہ اٹھتا ہے کہ "خدا کی قسم تم میں سے کوئی
بھی مجھ سے زیادہ نہ شعر سے واقف ہے اور نہ اس کے اجزاء سے نہ اس کے قصیدے
سے اور نہ ہی اشعار سے مگر خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں وہ
اس سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا خدا کی قسم اس کے قول میں ایک مٹھاس ہے ایک
کشش ہے وہ جادو کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا بے شک اس پر حاوی ہونا ناممکن ہے بلکہ
اس کا کلام تمام کلاموں پر حاوی رہے گا)

دوسری وجہ (الصرفۃ) جاحظ کے نزدیک دوسری وجہ (صرف) ہے۔ اسی سے

مراد یہ ہے کہ قرآن پاک فصاحت وبلاغت اور حسن نظم کے اعتبار سے طاقت بشری اوراس کی مقدرت سے باہر نہیں تھا بلکہ اس وقت کے خطباء وشعراء وبلغاء میں یہ استعداد تھی کہ قرآن پاک کے مقابل کوئی کلام پیش کرسکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی قوت بیانی چیلنج کے وقت سلب کرلی تھی۔اس لئے وہ ایسا نہ کرسکے۔

چونکہ ابوعثمان معتزلی تھا اور یہ رائے اس کے استاد ابواسحاق کی رائے ہے اس لئے جاحظ نے اسے ورثہ قلم بندی کے سبب قبول کرلیا لیکن جمہور علماء نے اس کا شدت سے انکار کیا ہے۔امام ابوبکر الباقلانی اپنی کتاب اعجاز القرآن اس کے رد میں کہتے ہیں کہ (اگراس وقت کے خطباء وشعرا کی قوت گویائی سلب کرلی گئی تھی لیکن ان سے پہلے زمانہ جاہلیت کے شعراء وخطباء کی قوت بیانی وگویائی تو ضبط نہیں کی گئی تھی۔حالانکہ وہ فصاحت وبلاغت اور حسن نظم کے اعتبار ان کے ہم پلہ تھے مگران کے کلام میں بھی مقابلے کی کوئی چیز نہیں ملتی پس جب ان سے پہلے سلاطین کلام سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی تو مدعی کا یہ دعوی کہ ان کی قوت بیانی سلب کرلی گئی تھی سراسر غلط ہے نیز قرآن پاک کا یہ چیلنج اس وقت کے لوگوں کے لئے ہی نہیں تھا بلکہ یہ قیامت کے آنے والے لوگوں پر ہر وقت اور ہر عصر کے لئے ہے۔

آج چودہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا جو ہمیں یہ بتائے کہ کسی نے قرآن پاک کا معارضہ کیا ہو فرضی طور پر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس وقت کے لوگوں کا عاجز آنا ان کی قوت بیانی کے واپس لینے کی وجہ سے تھا تو اب اتنا عرصہ گذرنے کے بعد (جب کہ کسی قوت بیانی سلب نہیں کی گئی) اس کلام کو کوئی کیوں نہیں پیش کرسکا اس لئے یہ کہنا کہ (الصرفہ) بھی اعجاز کی ایک وجہ ہے قرآن پاک کے اعجاز کو نقطہ عروج

سے گرانے کے مترادف ہے۔

دیگر فنون

حروف بو۔ بوف وغیرہ اصطلاحات کے ساتھ یہ سات قرأتیں مقرر ہوئیں

جو سات ائمہ قرأت کی طرف منسوب ہیں۔

عبداللہ بن عمر	شامی	متوفی ۱۱۸ھ
عبداللہ بن کثیر	مکی	متوفی ۱۲۰ھ
عاصم	کوفی	متوفی ۱۲۸ھ
یزید بن القعقاع	مدنی	متوفی ۱۳۲ھ
ابوعمرو بن العلاء	بصری	متوفی ۱۵۵ھ
حمزہ بن حبیب	بصری	متوفی ۱۵۶ھ
نافع بن عبدالرحمن	مدنی	متوفی ۱۶۹ھ

بعض نے کہا یزید بن القعقاع کو ابوالحسن علی بن حمزہ کو لی المعروف

نسائی (متوفی ۱۸۹ھ) میں لکھا ہے۔

مندرجہ بالاہفت قرائیں سے تین یا چار عہد عباسی کے ہیں یہ ساتوں قرأت جائز ہیں

ان سب کا سلسلہ اسناد طرق صحیحہ ومتواترہ سے حضور سید عالم ﷺ تک پہنچتا ہے اور ان

سے قرآن کریم کے تواتر میں کوئی خلل نہیں آتا اور نہ معانی ومطالب میں کسی قسم کا فرق

آتا ہے اس فن میں تالیفات کا سلسلہ عہد عباسی میں شروع ہوا۔ اس سے قبل سینہ بسینہ

ہی اس کا اجراء تھا۔

تفسیر بدعت

عہد نبوی میں علم تفسیر مدون نہیں ہوا اور خلفائے راشدین کے دور میں بھی اس کی ضرورت محسوس نہ کی گئی اس لئے کہ صحابہ کرام کا دور تھا وہ زبان کے اعتبار سے مفہوم سمجھتے تھے ہر آیت کے شان نزول کا انہیں علم تھا بایں ہمہ کسی حکم کی وضاحت حاصل کرنے کی احتیاج ہوتی تو خود سرکار صلی اللہ علیہ آلہ وسلم جلوہ افروز تھے پھر خلفائے راشدین کا عہد مبارک موجود تھا۔

آخر جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور کثرت سے عرب اسلام میں داخل ہو گئے تو ان کو قرآن حکیم سمجھنے کے لیے مشکلات واقع ہونے لگیں تو ان عجمی مسلمانوں کی مشکلات رفع کرنے کے لئے قرآن کریم کے مشکل الفاظ وجملات سمجھانے کے لیے تفسیر کی احتیاج ہوئی عہد اموی کے آخر تک اگر چہ علم تفسیر کی باقاعدہ تدوین نہیں ہوئی مگر اس کی بنیاد عہد نبوی میں ہی قائم ہو گئی تھی۔

اس لئے کہ صحابہ کرام میں بھی مطالب قرآنی کے سمجھنے سمجھانے میں تمام صحابہ یکساں نہ تھے اور ایسا ہو بھی کیوں کر سکتا تھا اس لئے کہ ذہانت ذکاوت، فہم فراست، قرب صحبت درجہ فضیلت کے اعتبار سے ان میں بڑا فرق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن لینے کے لئے حضور ﷺ نے ابن ابی کعب اور سالم، عبداللہ بن مسعود، معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام فرمایا خاص صحابہ میں ایک جماعت وہ تھی جو معانی بیان کرنے میں مرجع انام تھی جن میں مذکورہ چار صحابہ اور ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن زبیر، انس بن مالک، ابو ہریرہ، جابر بن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم خاص طور قابل ذکر ہیں۔

اور صدیق اکبر، فاروق اعظم، ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے تفسیری مضامین اگر چہ ہیں لیکن نسبتاً بہت کم مروی ہیں اس لئے کہ ان پر امور خلافت کی ذمہ داری اتنی زیادہ تھی کہ درس وتدریس کی فرصت کم ملتی تھی۔

عہد اسد اللہ کرم اللہ وجھہ الکریم میں حضرت علی سے تفسیر اصحاب ثلاثہ کی نسبت زیادہ ہے اور ان سے زائد حضرت ابن مسعود (المتوفی ۳۳ ھ) سے مروی ہے۔ غرض یہ کہ سب سے زیادہ تفسیر جملات صحابہ میں سے حضرت ابن عباس سے مروی ہیں اور آپ فقہاء صحابہ میں مانے ہوئے تھے۔ آپ کی وفات ۶۴ ھ میں ہوئی۔

علم قرأة

لغت میں قرأت کے معنی محض پڑھنے کے ہیں اور تجوید بمعنی اچھے اسلوب میں تلاوت کرنے کے پھر یہ علم اصطلاح شرع میں اسی نام میں مقرر ہوگیا۔ اور یہ علم اس مفہوم میں اس وقت مان لیا گیا تھا جب کہ قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا ابتداء تو ہر خواندہ قرآن پڑھنے والا قاری کہلاتا تھا اور خواندہ وناخواندہ کا امتیاز اس سے ہوتا تھا پھر عہد رسالت مآب میں لفظ قاری ان لوگوں کے لئے استعمال ہونے لگا جو قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے میں مہارت رکھتے تھے چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

خذوا القرآن من اربعة من عبداللہ بن مسعود وسالم ومعاذ وابی بن کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنھم)

قرآن حاصل کروان چار صحابہ سے عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ، ابی بن کعب ...... ان کے علاوہ بہت سے قاری صحابہ میں موجود تھے غزوہ بیر معونہ میں جو شہید ہوئے وہ

سب قاری تھے ان کی تعداد عہد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں کسی فن کی شکل میں مقرر نہیں ہوئی۔

عہد بنوامیہ میں قرأت نے خاص فن کی شکل اختیار کی جن میں مختلف مباحث، اختلاف قرأت متواترہ، مخارج حروف، کیفیت ادا، محاسن قرأۃ، ترتیل وصل، وقف، مد، قصر، ادغام، اظہار، اخفاء وغیرہ ہیں۔

نوٹ :۔ فنون وعلوم کی تفصیل کے لئے دفاتر نا کافی ہیں اور نہ ہی بالاستیعاب تمام بیان میں آسکتے ہیں اب صرف چند علوم وفنون کے اسماء اور سن ایجاد عرض کیا جاتا ہے۔

بدعات

فضائل القرآن

جب بادیہ نشینوں اقوام عالم کو بدعات القرآن نے اسلام کا گرویدہ بنایا اور غیر قوموں میں کثرت سے اسلام پھیلنا شروع ہوا تو دلوں میں قرآن کی عظمت جاگزیں کرنے کے لئے فضائل قرآن کی تدوین عمل میں لائی گئی۔

(الاتقان للسیوطی صفحہ ٦٠)

بدعت نقط القرآن

یہ بدعت بھی خیر القرون کے برسوں بعد کو شروع ہوئی اور اس پر مستقل تصانیف لکھی گئیں اس بارہ میں کتاب المحکم بھی نقط المصاحف تصنیف حافظ ابوعمرو عثمان بن سعید وانی (المتوفی ٤٤٤ھ) مشہور ہے۔

(اتقان صفحہ ٦١ھ جلد اول)

بدعت اعراب القرآن

قراۃ القرآن (تلاوت) میں خطاء وغلطی سے بچانے کے لئے قرآن مجید پر اعراب لگانے کا رواج ہوا اس کے متعلق موجز البیان فی المباحث تختص بالقرآن میں خوب بحث کی گئی ہے اور اتقان میں بھی بقدر ضرورت بہت خوب ہے اور فقیر نے اسی تصنیف میں مختصری بحث عرض کر دی ہے۔

بدعت تفسیر القرآن

اقوام عجم کو اصول مذہب سے آگاہ کرنے اور قرآن مجید کے علوم ومعارف سے روشناس کرانے کے لئے علم تفسیر کی تدوین عمل میں آئی۔

(الاتقان صفحہ ۵۸ جلد اول)

اسباب النزول بدعت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اتقان کے مقدمہ صفحہ ۶۲ جلد اول میں خوب لکھا ہے۔

قرآن کے مقطوع وموصول بدعت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۶۲ جلد اول میں تفصیل ہے۔

تاریخ تدوین واختلاف مصاحف

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۶۲ جلد اول تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

بدعت غریب القرآن

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان صفحہ ۶۵ کے مقدمہ میں مفصل بحث ہے۔

بدعت لغات القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۶ جلد اول میں تفصیل مذکور ہے۔

بدعت متشابہ القرآن

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۰ جلد اول میں ہے۔

بدعت حروف القرآن

اس کی تفصیل گذر چکی ہے اور اس فن کی تاریخ و مزید تفصیل اتقان میں پڑھئے۔

بدعت احکام القرآن

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۲ جلد اول میں ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۴ جلد اول میں ہے۔

بدعت متشبہ الآیات کی ترتیب

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۴ جلد اول میں تفصیل گذشتہ اوراق میں دیکھیں۔

بدعت تردید الفرق الباطلہ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۴ جلد اول میں تفصیل ملاحظہ ہو۔

بدعت اعراب ومعانی

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۵ جلد اول میں ہے۔

بدعت مصادر القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۶ جلد اول میں تفصیل دیکھئے۔

بدعت اسماء المنافقین

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۶ جلد اول میں تفصیل دیکھئے

بدعت اقسام القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں ہے۔

متفقۃ الالفاظ والمعانی کی تصنیف

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں پڑھیے

بدعت نا یسجم فیہ من القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں پڑھیے۔

بدعت متفقۃ الالفاظ ومختلفۃ المعانی

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں ہے۔

بدعت سجود القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں ہے۔

بدعت ضمائر القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۸ جلد اول میں پڑھیے

بدعت مجاز القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۸ جلد اول میں پڑھیے

بدعت فن الناسخ والمنسوخ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۶۹ جلد اول میں خوب لکھا ہے۔

آخری گذارش

ارادہ تھا کہ بدعات القرآن کے اس عنوان کو باالاستیعاب اور مفصل لکھوں لیکن دور حاضرہ میں عشاق علوم وفنون کی کمی ہے اظہار حقیقت کے لئے اتنا کافی ہے اور اہل سنت کے مذہب حق کے مسئلہ بدعت حسنہ کے اثبات کے لئے عظیم ذخیرہ ہے۔

الحمد للہ علی ذالک الصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
﴿الف﴾		اسلام اور سائنس	150
الفیوضات الغوثیہ	30	اسلامی نفسی مذاق	270
انسانی اعضاء بولتے ہیں	180	امام حسین و یزید	40
اصل اباحت ہے	30	امی لقب	35
ابراہیم علیہ السلام اور آزر کا رشتہ	30	الناسخ والمنسوخ فی الاحادیث	30
انوار الرحمٰن فی الاقامۃ والاذان	25	الناسخ والمنسوخ فی القرآن	55
اذان رسول	25	انتقال خون کی شرعی حیثیت	25
اذان بلال	40	احکم الحاکمین کا جیل خانہ	25
البرہان فی السورۃ القرآن	25	اسلامی داڑھی وامام اور داڑھی	30
اذان جمعہ مسجد میں مکروہ ہے	35	ایمان عبدالمطلب	35
اسلام اور جہاد	30	الفیض الجاری فی شرح بخاری 1	400
الکشف للغزالی (اصلاحِ نفس)	30	الفیض الجاری فی شرح بخاری 2	300
ایثار اور ہمدردی کے فضائل	35		
امیر معاویہ پر اعتراضات	45	آخری آرام گاہ	30
امام اعظم اور علم حدیث	25	آغا خانی اور بوہری دھرم	25
انبیاء کی قرآنی دعائیں	25	البشریۃ تعلیم الامۃ	280
انوار القرآن فی تفسیر القرآن	35		

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
﴿ب﴾		تقلید آئمہ کا ثبوت	40
بیعت کی شرعی حیثیت	45	تفسیر سورۃ اخلاص	25
بدعات صحابہ	50	تعارف شاہ اربل	30
بدعات المسجد	25	تحقیق الوسیلہ (عقائد)	30
بڑھاپا	35	تہتر فرقے (عقائد)	45
بچپن حضور کا	40	تسبیح کے دانے	25
بیمہ کا نعم البدل (فقہ)	20	تیمارداری وعیادت کے فضائل	25
بارہ ماہ خیر ہی خیر	260		
برکات زلف عنبرین	20	﴿ٹ،ث﴾	
بدعات القرآن	50	ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا؟	40
﴿پ﴾		ٹھنڈی ظہر (فقہ)	25
پیر پیغمبر چھ تمبر	25	ثبوت تبرکات	25
		﴿ج﴾	
﴿ت﴾		جہنم سے بچانے والے اعمال 1	500
تاریخ تفسیر القرآن	25	جامع کمالات سید المرسلین	160
تدبیر بھی تقدیر ہے	25	جبریل امین خادم دربار محمد	50

فہرست کتب ادارہ تالیفات اُویسیہ، سیرانی کتب خانہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
جوانی کی بربادی	60	﴿ح﴾	
جرابوں پر مسح (فقہ)	25	حضرت عثمان کو برا کہنے والا کون	25
جدید مسائل کے شرعی احکام	60	حضرت عثمان جامع القرآن	25
جمعۃ المبارک کی فضیلت	15	حاشیہ شرح قصیدہ نور	15
جماعت ثانیہ کا ثبوت	25	حنفی نماز جنازہ کا ثبوت	25
جامع البیان فی علم مایکون وماکان	30	حیات عیسیٰ بن مریم	25
جنات کے حالات	350	حیرت انگیز واقعات	180
جنتی دروازہ	35	حضور کا مُردے زندہ کرنا	45
جانور، جمادات بولتے ہیں	45	حیات کاظمی	20
		حاضر وناظر (عقائد)	25
﴿چ﴾		حضرت عمر فاروق کے کارنامے	40
چھوٹی بیماریاں	25	حجر وشجر کی سلامی	20
چار حق باتوں کا ثبوت	30		
چرخہ کاتنے کے فضائل	25	﴿خ﴾	
		خوابوں کی تعبیر مع کالاتل	180
		خزانہ خدا کی چابیاں	25
		خواجہ اویس قرنی صحابی یا تابعی؟	35

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
﴿د﴾		﴿س﴾	
دنیا کے آخری لمحات کیسے گزریں گے؟	25	سفرنامہ انگلینڈ و حجاز	80
درود و سلام دافع ہر درد و آلام	30	سبز عمامہ کا جواز	35
		سیدزادی کا نکاح غیر سید سے	40
﴿ڈ﴾		سلسلہ اویسیہ کا ثبوت	25
ڈش اور کیبل کی تباہ کاریاں	70	سیدہ حلیمہ سعدیہ	
		﴿ش﴾	
﴿ر﴾		شرح حدائق بخشش ۱۳ جلد مکمل	زیر طبع
رمضان المبارک کے فضائل	35	شرح حدیث قسطنطنیہ	25
رکعت رکوع کی تحقیق	25	شیاًللہ کہنے کی علمی تحقیق	30
رسائل اویسیہ اول تا نہم فی جلد	270	شادی پر مبارک بادی	25
رؤیت ہلال	25	شری چہل کاف	25
		شرح الصدور	250
﴿ز﴾		شبینہ پڑھنے کا ثبوت	50
زور سے آمین کہنا کیسا؟	30	شیعہ کا عقیدہ امامت	25
زائرین سرکار مدینہ	45		

ہماری دیگر مطبوعات

- تفسیر فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان
- عربی تفسیر فضل المنان
- الفیض الجاری فی شرح صحیح البخاری
- حدائق بخشش 13 جلدیں
- رسائل اویسیہ اول تا ششم
- احوال آخرت
- حیرت انگیز واقعات
- جامع کمالات سید المرسلین
- کشکول اویسی
- اویسی کا سفرنامہ انگلینڈ و حجاز
- ہدایۃ النحو
- جہنم سے بچانے والے اعمال
- جدید مسائل کے شرعی احکام
- ڈش اور کیبل کی تباہ کاریاں
- غم ٹال وظیفے
- مدینہ کے اہم واقعات اور مشہور مقامات
- لاعلمی میں علم
- علامات قیامت
- کنز الایمان پر اعتراضات کے جوابات
- فضائل سیدنا صدیق اکبر از کتب شیعہ
- امام حسین و یزید
- بدعات المسجد
- بدعات حسنہ کا ثبوت
- بچپن حضور کا
- اذان بلال
- راہ حق
- غوث اعظم سید ہیں
- فضائل فاطمۃ الزہراء
- علم المناظرہ مع اصول مناظرہ
- زور سے آمین کہنا کیسا؟
- حضرت عثمان کو برا کہنے والا کون
- امیر معاویہ پر اعتراضات کے جوابات
- جوانی کی بربادی
- حضور کا مردے زندہ کرنا
- تیرے منہ سے جو نکلی بات وہ ہو کے رہی
- ثبوت تبرکات
- اصلی اور نقلی پیر میں فرق

ناشر

سیرانی کُتب خانہ

ماڈل ٹاؤن "بی" نزد سیرانی مسجد بہاولپور موبائل: 0321-6820890